عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۱۷ تا ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق کیم تا ۷ اپریل ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۱۳

استقبالِ رمضان

ایک قابلِ غور پہلو

رمضان کا مہینہ

اسلام میں نکاح کا مربوط اور جامع نظام

اپریل فول
شرعی حیثیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

عورتوں کے لئے نمازِ تراویح

س:......کیا عورتوں کے ذمہ بھی تراویح پڑھنا ضروری ہے؟ اور کیا پوری ۲۰ رکعات تراویح پڑھنی ہوں گی؟ اور کیا مسجد میں پڑھنا بہتر ہے یا گھر میں؟

ج:......تراویح کی نماز جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے کیونکہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اسے بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے۔ عورتوں کے لئے بھی ۲۰ رکعات تراویح پڑھنا ہی ضروری ہے، اس لئے کہ ۲۰ رکعات تراویح پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔ عورتوں کے ذمہ چونکہ جماعت واجب نہیں ہے، اس لئے تراویح گھر میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ ہاں! اگر گھر کے قریب ہی مسجد میں عورتوں کے لئے پردہ کے ساتھ انتظام ہو تو تراویح کے لئے باپردہ جانا جائز ہے، لیکن گھر میں انفرادی طور پر پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

بیس رکعات تراویح کا ثبوت

س:......بیس رکعات تراویح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوئی، کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے ۲۰ رکعات تراویح پڑھی؟ کیا یہ کسی حدیث سے ثابت ہے؟

ج:......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعات تراویح ادا فرمایا کرتے تھے:

"عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر. اخرجه عبدالحمید فی مسنده والبغوی فی معجمه والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی سننه" (اوجز المسالک ص:۳۹۸، ج:۲)

اور خلفائے راشدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانوں میں مسجد نبوی میں بیس رکعات تراویح پڑھی گئی:

"اخرجه البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقولون علٰی عهد عمر رضی اللّٰه عنه بعشرین رکعة وعلٰی عهد عثمان رضی اللّٰه عنه و علی رضی اللّٰه عنه مثله۔" (اوجز المسالک ص:۳۹۷، ج:۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والا صحابہ کرامؓ کی جماعت سے زیادہ اور کون ہو سکتا ہے؟ اسی لئے یہ بات ناممکن ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آٹھ تراویح کی ہو لیکن صحابہ کرامؓ بیس رکعات علی الاعلان مسجد نبوی میں پڑھنے کا معمول بنالیں اور کئی سالوں تک زمانۂ خلافت راشدہ میں یہ عمل باقی رہے اور پھر پوری دنیا میں یہ سنت پھیل جائے:

"کما قال البیهقی ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث، قال ملا علی القاری فی شرح النقایة فصار اجماعاً، قال فی البحر وعلیه عمل الناس شرقاً و غرباً۔" (کذا فی فتح الملہم ص:۳۲۰، ج:۲) واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

ملتان

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ راپریل ۲۰۲۱ء شمارہ: ۱۳

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

استقبالِ رمضان	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام میں نکاح کا مربوط اور جامع نظام	۶	مولانا محمد ابوبکر شیخوپوری
اپریل فول کی شرعی حیثیت	۹	ڈاکٹر محمد نجیب سنبھلی
رمضان کا مہینہ..... ایک قابلِ غور پہلو	۱۱	مولانا ندیم الواجدی
روزہ کیا ہے؟	۱۳	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی
سیّدنا صدیق اکبرؓ اور واقعۂ ہجرت (۷)	۱۵	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
مولانا جلال پوری شہیدؒ کی ختم نبوت کیلئے خدمات (۴)	۱۹	مولانا محمد قاسم
الاربعین فی خاتم النبیین ﷺ (۳)	۲۳	مولانا غلام رسول دین پوری
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۵	ادارہ
قاری عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کبروڑپکا کی وفات	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

استقبالِ رمضان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے۔ حدیث شریف میں اس ماہ کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح دنیا میں کسی خوشی کے موقع پر جشن کا سماں ہوتا ہے، اس کے لئے تیاریاں کی جاتی ہیں، سجاوٹ کی جاتی ہے، ہر جانب ایک رونق اور خوشی کا ماحول ہوتا ہے، اسی طرح ماہِ رمضان کی آمد پر اللہ تعالیٰ جنت سجانے کا حکم دیتے ہیں، اس ماہ میں جنت کے دروازے کھلے رکھنے اور جہنم کے دروازے بند رکھے جانے کا حکم ہوتا ہے، شیاطین قید کئے جاتے ہیں، گناہگار مسلمان جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں، اس ماہِ مبارک کے ہر شب وروز میں رحمتوں وبرکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں روزہ جیسی عبادت کو مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اس کا نتیجہ ''تقویٰ'' قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔'' (البقرہ:۱۸۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! فرض کیا گیا ہے تم پر روزہ رکھنا جس طرح فرض کیا گیا تھا تم سے پہلے لوگوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ۔''

معلوم ہوا کہ روزہ کی عبادت فرض ہے، اس کا جان بوجھ کر چھوڑنا جائز نہیں، اگر کسی عذر کی بنا پر چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے، اگر قضا کئے بغیر فوت ہوجائے تو مرنے سے پہلے اس کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا ضروری ہے، ورنہ گناہ گار ہوگا۔ ایک حدیث نبوی میں ارشاد گرامی ہے: ''جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا اگر اس کی تلافی کے لئے ساری عمر روزے رکھتا رہے تو وہ اس کی تلافی نہیں کرسکتا۔''

مطلب یہ کہ بعد میں قضا کرلینے سے اگرچہ فرض تو ذمہ سے ساقط ہوجائے گا، لیکن رمضان کے مبارک مہینہ کی برکتوں اور فضیلتوں سے جو اسے محرومی ہوگئی وہ اب عمر بھر بھی اسے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روزہ کی کس قدر اہمیت ہے! محض بھوک، پیاس، گرمی یا معمولی طبیعت کی خرابی کو بہانہ بناکر روزہ چھوڑنے والے جان لیں کہ وہ خود کو محرومی وخسران کی کس پاتال میں گرارہے ہیں، الامان والحفیظ۔

روزہ کا مقصد، نتیجہ اور حاصل تقویٰ وپرہیزگاری ہے۔ ہر مسلمان کا مقصد زندگی اپنے رب کی رضا ورضوان ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انسان کتنا مساعی وکوششیں کرتا ہے، ریاضتوں اور مجاہدوں کی بھٹی سے گزرتا ہے! اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے سال میں یہ مہینہ عطا فرمادیا ہے۔ اس ماہ میں دن کو روزہ رکھ کر، بھوک، پیاس، برداشت کرکے اپنے نفس کو مارنا، رات میں تراویح کی عبادت ادا کرکے بدن کی راحت وآرام میں کمی کرنا، تلاوت، ذکر، درود شریف، دعائیں، تہجد، نوافل وغیرہ عبادات میں مشغول رہ کر اپنے رب سے لو لگانا، یہ سب تقویٰ کے حصول کے آسان ذرائع ہیں۔ اسی طرح جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی، گالم گلوچ، لڑائی جھگڑے وغیرہ معاصی سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنے اور گناہوں کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی پروا نہیں۔'' اور فرمایا: ''کتنے روزہ دار ایسے ہیں جن کے روزہ کا حاصل بھوک پیاس کی مصیبت جھیلنے کے سوا اور کچھ نہیں اور کتنے ہی راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کی نمازوں کا حاصل بجز

مفت جاگنے کے کچھ نہیں۔‘‘ یعنی جب روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے کے باوجود گناہ نہ چھوڑے تو کیا حاصل رہا؟ الٹا ’’نیکی برباد گناہ لازم‘‘ والی بات ہوگئی۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے: ’’روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے اور بچنے کا نام نہیں، روزہ تو حقیقت میں صرف بے ہودہ اور بے حیائی کی باتوں سے رکنے اور بچنے کا نام ہے۔ پس اگر کوئی تمہیں گالی دے یا تمہارے ساتھ بدتمیزی کرے تو تم کہہ دو کہ بھائی! میرا روزہ ہے۔‘‘ بعضے لوگ جو روزہ رکھ کر پورا وقت ٹی وی، فلموں، ڈراموں کے دیکھنے میں صرف کرتے ہیں یا لہو ولعب اور فضول کھیل تماشوں سے دل لگاتے ہیں، انہیں سوچنا چاہئے کہ ان کے ہاتھ کیا آرہا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

غرض یہ کہ مندرجہ بالا معاصی وگناہوں سے بچنا صرف رمضان ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ضروری ہے، لیکن رمضان المبارک کے مہینہ میں اگر انسان ان گناہوں سے بچنے اور نیکی کی راہ پر چلنے کی عادت ڈال لے اور پورا مہینہ اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ پورا سال بھی اسے ان سب کی توفیق مرحمت فرماتے رہتے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ رمضان تربیت کا مہینہ ہے، اس ماہ میں جو تربیت ہوجائے گی وہ پورے سال کام آئے گی اور اس ماہ میں بھی اگر معمولات زندگی پہلے کی طرح رہے تو آئندہ کے لئے بھی توفیق سلب ہوجائے گی، العیاذ باللہ! چنانچہ اہل اللہ اور حضرات عارفین نے لکھا ہے کہ جس کا رمضان اچھا گزرتا ہے، اس کی پوری زندگی اچھی گزرجاتی ہے اور جس کا رمضان قیمتی نہ بن سکے تو اس کی بقیہ حیات بھی ایسے ہی پراگندہ رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمادیں، آمین۔

اس ماہ میں اپنے کردار کو سنوارنے، گناہوں سے بچنے، نیکیوں کو اپنانے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے معاشرہ میں مواسات اور غمخواری کو عام کریں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ منقول ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ’’یہ مہینہ مسلمانوں خصوصاً فقرا کے ساتھ مواسات وہمدردی اور غمخواری کرنے کا مہینہ ہے۔‘‘ اس فرمان مبارک کی روشنی میں ہونا یہ چاہئے کہ ہم اپنے معاشرہ کے کمزور وتنگ دست افراد کا خیال رکھیں۔ ملازموں اور خادموں کے کام میں تخفیف کرنی چاہئے۔ حکومت وقت مہنگائی پر قابو پاکر اشیائے ضروری کو سستا کرے تاکہ ہر کسی کی پہنچ سے باہر نہ ہوں۔ دکاندار اور تاجر اپنا سودا سستے داموں فروخت کریں، عوام کو رعایت دیں، مگر ہوتا اس کے برعکس ہے کہ رمضان قریب آتے ہی مہنگائی کا جن اپنی بوتل سے باہر آجاتا ہے، ضرورت کی اشیاء بھی عوام کی دسترس سے دور ہوجاتی ہیں، رمضان سے پہلے سستی ملنے والی چیز رمضان میں مہنگے داموں فروخت ہونے لگتی ہیں، دکاندار اور تاجر اپنا رونا روتے ہیں اور حکومت وقت عوام کو سہولت فراہم کرنے کی بجائے پچھلوں پر اس مہنگائی کی ذمہ داری عائد کرکے گویا بری الذمہ ہوجاتی ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس ماہ مبارک میں مومن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے، اگر عوام کے لئے مہنگائی کم کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے مال میں بھی برکت دیں گے۔ اس موقع پر ہم عوام سے بھی گزارش کریں گے کہ اپنی خواہشات کو محدود کرکے رمضان میں صبر سے کام لینا سیکھیں۔ ضروری تو نہیں ہے کہ اگر کوئی شے مہنگی ہوگئی ہے تو بھی اس کا خریدنا لازمی ہو۔ اگر ہمارے عوام مہنگے داموں اشیاء خریدنا چھوڑدیں، ان کا بائیکاٹ کردیں اور صبروشکر کا مظاہرہ کریں تو ان شاء اللہ! مہنگائی خودبخود کم ہوجائے گی۔

ماہ رمضان میں ہماری مائیں بہنیں جس گرمی ومشقت کو برداشت کرکے سحری وافطاری تیار کرتی ہیں، یہ انہی کی ہمت ہے۔ اس کا اجر انہیں اللہ تعالیٰ ہی دیں گے اور بے شک اللہ اجر دینے میں کمی نہیں کرتے۔ بسا اوقات سحر وافطار کی تیاری کے باعث گھر کی خواتین کو عبادت کے مواقع کم ملتے ہیں، خصوصاً سحر وافطار کے خاص اوقات میں بالکل فرصت نہیں ہوتی، حالانکہ یہ قبولیت دعا کے اوقات ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اول تو اپنے کاموں کا نظم ایسا بنالیں کہ سحر کا وقت ختم ہونے اور افطار شروع ہونے سے کم ازکم آدھ گھنٹہ قبل ہر کام سے فارغ ہوکر عبادت کے لئے یکسو ہوسکیں اور دوم یہ کہ اگر اس کے باوجود وقت نہ ملنے کی شکایت ہو تو پریشان نہ ہوں، بلکہ اپنے گھرانے کی اس خدمت کے عوض اللہ تعالیٰ سے امید رکھیں کہ وہ آپ کو انہی کے برابر اجر عطا فرمائیں گے، بے شک اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام میں نکاح کا مربوط اور جامع نظام

مولانا محمد ابوبکر شیخوپوری

نکاح نسل انسانی کی بقا کا ذریعہ اور خواہش نفسانی کی تکمیل کا مہذب طریقہ ہے۔ مذہب اسلام میں اسے عبادت کا درجہ حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے مسجد کے نورانی اور پاکیزہ ماحول میں منعقد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اعلنوا ھذہ النکاح واجعلوہ فی المساجد ’’نکاح اعلانیہ طور پر کرو اور مسجد میں اس کا اہتمام کرو۔‘‘ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل المساجد یعنی مسجد حرام میں حرم کعبہ کے سائے اور لبیک اللّٰھم لبیک کی روح پرور صداؤں میں حضرت میمونہؓ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے۔ نیز اس پُرمسرت موقع پر خطبہ مسنونہ کے ذریعے خدا اور اس کے رسول کی حمد وثنا اور قول سدید اور تقویٰ ورع کی نصیحت نکاح کے مذہبی تشخص کو اجاگر کرتی اور اس کے عبودیت کے پہلو کو عیاں کرتی ہے۔ اس کے برعکس کفار کے ہاں نکاح محض نفس رانی اور خواہش پرستی کا نام ہے اس لئے وہ بازاروں، سینما گھروں، رقص وسرود کی محفلوں اور معصیت کے متعفن زدہ ماحول میں اس کی تقریب کا انتظام کرتے ہیں۔

نکاح کی اہمیت:

اللہ رب العزت نے انسان کو رشتوں کی جس خوبصورت لڑی میں پرویا ہے ان میں سب سے اہم رشتہ عقد نکاح کے ذریعہ زوجین میں طے پانے والی نسبت ہے، یہی وہ ناتہ ہے جو ابتدائے آفرینش میں سب سے پہلے وجود میں آنے والا اور فنائے عالم کے بعد بہشت بریں میں سدا قائم رہنے والا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اس رشتے کو نسبی رشتے کے ساتھ مقام نعمت میں ذکر فرمایا ہے، چنانچہ سورۃ الفرقان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا‘‘ ... ’’اور وہ (اللہ) ایسی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔‘‘ نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرغوب چیزوں میں سے ہے، ایک طویل حدیث میں ارشاد نبوی ہے: ’’حبب الی من دنیاکم ثلاث: الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ‘‘ ... ’’تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں، خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔‘‘ اپنی اس پسندیدہ چیز کو عملاً اختیار کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ عورتوں سے شادی فرمائی، جس سے نکاح کی اہمیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ امت کو ازدواجی زندگی کے زریں اصول بھی فراہم کئے۔ پھر صرف اپنی ذات کی حد تک نہیں، بلکہ اسے اپنے سے پیشتر تمام انبیاء کرام کی مشترکہ سنت قرار دیا، چنانچہ ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اربع من سنن الانبیاء الحیاء والتعطر والسواک والنکاح۔‘‘ ’’چار چیزیں انبیاء کرام کی (متفقہ) سنتیں ہیں، حیا اور خوشبو اور مسواک اور نکاح۔‘‘

اسلام اور رہبانیت:

مذہب عیسائیت میں رہبانیت کا تصور پایا جاتا ہے جو قرآنی بیان ورھبانیۃ ابتدعوھا کی رو سے خدائی پابندی کے بغیر ان کا اپنا ایجاد کردہ نظریہ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عیسائی نکاح کو عبادت میں مخل سمجھتے ہیں، اس لئے ان کا ایک بڑا طبقہ نکاح کے عمل سے کنارہ کش ہو کر جنگلوں، غاروں اور خلوت گاہوں کا رخ کر لیتا ہے اور تمام زندگی وہیں گزار دیتا ہے، جبکہ اسلام جیسے عالمگیر اور آفاقی مذہب میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے: ’’لا رھبانیۃ فی الاسلام‘‘ ’’اسلام میں رہبانیت نہیں ہے‘‘ بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے تو نکاح عبادت میں معین و مددگار ثابت ہوتا ہے کیونکہ حدیث کی روشنی میں نکاح انسان کی فرج اور قلب ونظر کا محافظ ہے اور جس قدر دل اور نگاہ پاک ہوں گے اسی قدر حق تعالیٰ کی معرفت کا عکس

اس میں شفاف ہوگا، پھر جتنی زیادہ معرفت حاصل ہوگی اتنا عبادت کی طرف میلان اور رجحان زیادہ ہوگا۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تین آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آئے، جب انہوں نے آپ کی کثرت عبادت کے بارے میں سنا تو اپنی عبادت کو کم خیال کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں تمام عمر شب بیدار رہوں گا، دوسرے نے کہا: میں ساری زندگی روزے رکھوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے جدا رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ان سے فرمایا: ”اما واللہ انی اخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منّی“ ”اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ لہٰذا جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“ اس سے منشاء نبوت یہ تھا کہ انسان ان بشری تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ بھی عبادت کا فریضہ بخوبی اور بکثرت سرانجام دے سکتا ہے، اس کے لئے طبعی حوائج کے ترک کی ضرورت نہیں۔

رشتۂ ازدواج کی نزاکت:

اپنی مسلمہ افادیت کے ساتھ ساتھ یہ اہم رشتہ نزاکت اور لطافت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ سنجیدگی، مذاق، غصے، پیار، اجبار اور اختیار میں ایک لفظ قبول سے یہ قائم ہو جاتا ہے اور ان تمام صورتوں میں ایک لفظ طلاق یا اس کے ہم معنی کنائی لفظ سے برسہا برس پر محیط تعلق پاش پاش ہو جاتا ہے۔ ایک لحظے میں اپنائیت سے اجنبیت اور اجنبیت سے اپنائیت کا طویل سفر طے کرنے میں اس کا کوئی بدل نہیں۔ لہٰذا کسی لمحہ بھی اس کے نزاکتی پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے ورنہ آتش غضب میں مشتعل ہو کر کیا گیا کوئی بھی جذباتی فیصلہ ہنستے بستے گھر کو ویران کر کے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی زندگی کو حسرت وندامت کے اس تاریک غار میں دھکیل سکتا ہے۔ جہاں سے واپسی کا سفر ناممکن ہو جاتا ہے۔ قرآنی فیصلے الذی بیدہ عقدۃ النکاح کے مطابق اس رشتے کے قیام اور انہدام کی ڈوری مرد کے ہاتھ میں پکڑائی گئی ہے، اس اختیار کا ناجائز اور بے موقع استعمال کر کے اپنی عزت تک قربان کر دینے والی اور خاوند کی دلجوئی کے لئے ہر جتن کر دینے والی رفیقہ حیات کے ساتھ یہ ناروا سلوک شرعاً اور عقلاً کسی طرح بھی درست نہیں، چنانچہ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابغض الحلال الی اللہ تعالی الطلاق ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض چیز طلاق ہے۔“

نکاح میں سادگی:

نکاح چونکہ ہر امیر وغریب اور مرد وزن کی یکساں بشری ضرورت ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس کو سادگی کے ساتھ منعقد کرنے اور خواہ مخواہ کے تکلفات سے دور رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ شعب الایمان میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤنۃ ”سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے، جس میں کم تکلف ہو۔“ بدقسمتی سے سادگی اور بے تکلفی کی اس اہم دینی ہدایت کو ہمارے مسلم معاشرے میں یکسر نظر انداز کر کے اس طبعی اور فطری عمل کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا گیا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں دس صدیوں پر محیط اسلامی سلطنت میں چونکہ ہندو بھی بطور اقلیت کے مسلمانوں کے ساتھ رہے، پھر اسلامی حکومت کے زوال کے بعد سلطنت برطانیہ میں بھی دونوں قومیں ایک ساتھ رہیں، اس لئے ہندوؤں کی بہت سی رسومات اور خرافات مسلم سماج کا حصہ بن گئیں جو تقسیم ہند کے تہتر سال بعد بھی بدستور رائج ہیں جن پر عمل کرنا فرض اور واجب عمل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس موقع پر رسم حنا، نیوتہ، جہیز اور بیسیوں قسم کی غیر عقلی اور غیر شرعی رسومات ادا کی جاتی ہیں جن کے بغیر نکاح کی تقریب کو نامکمل متصور کیا جاتا ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان رسومات کا نقصان یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کے لئے مطلوب رقم نہ ہونے کی وجہ سے قوم کی لاکھوں بچیاں نکاح کی عمر سے متجاوز ہو جاتی ہیں اور شوہر کی صورت میں ایک محفوظ سائبان سے محروم رہ جاتی ہیں، ان کے بے بس والدین کی راتیں زندگی میں بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے رخصت کرنے کا خواب سراب بنتے دیکھ کر دکھ اور کرب میں گزرتی ہیں، مستعار رقم سے ان رسومات کی ادائیگی کر کے بیٹیاں بیاہ دیں

تو تمام عمر قرض کے منڈلاتے سائے ان کی زندگی اجیرن کئے رکھتے ہیں۔ اس تشویشناک صورتحال میں ان رسومات کے انسداد اور سد باب کے لئے معاشرے کے بااثر اور سرکردہ افراد کو مؤثر آواز بلند کرنی چاہئے اور انسانی حقوق کی قومی اور بین الاقوامی تنظیموں اور ارباب حل وعقد کو سنجیدگی سے قانونی جدوجہد کرنی چاہئے۔

رفیقہ حیات کی تلاش:

نکاح کے سلسلہ کی اہم ترین کڑی شریک حیات کی تلاش ہے۔ اس حوالے سے شریعت کی تعلیم یہ کہ عورت کے حسب ونسب، مال وزر اور حسن وجمال سے زیادہ اس کی دینداری کے پہلو کو دیکھا جائے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے: تنکح المرء ة لاربع خصال: لما لها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك ”چار خصلتوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے حسب کی وجہ سے اور اس کے جمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے، لہٰذا تو دین والی کو اختیار کر (پھر بطور تکیہ کلام کے فرمایا) تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔“ اس میں حکمت یہ ہے کہ ماں کی گود اولاد کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے، جب عورت نیک ہوگی تو اس کی پارسائی اولاد کی تربیت پر اثر انداز ہوگی پھر یہ اولاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان او ولد صالح يدعوله کی روشنی میں صدقہ جاریہ بن کر والدین کے لئے نجات کا سبب ہوگی۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ حکایت اہل علم میں مشہور ہے۔ معروف حنفی فقیہ شیخ محمد بن احمد سمرقندیؒ کی صاحبزادی کا نام فاطمہ تھا جو علم وفضل میں اپنے والد کی طرح تھی، موصوفہ کی علمی شہرت کی وجہ سے روم اور عرب کے بہت سے مسلم سلاطین وحکام کی جانب سے انہیں نکاح کی پیشکش کی گئی، لیکن فاطمہ کی ایک ہی شرط تھی کہ میں اس شخص سے نکاح کروں گی جو میرے والد قابل قدر کی کتاب ”تحفۃ الفقہاء“ کی شرح لکھے گا۔ شیخ محمد بن احمد سمرقندیؒ کے مایہ ناز شاگرد علاء الدین کاسانیؒ نے ”بدائع الصنائع“ کے نام سے اس کتاب کی شرح تحریر کی۔ والد نے اپنی بیٹی کی شرط کے مطابق اپنے اسی شاگرد کے ساتھ باوجود ان کے مفلس اور غریب ہونے کے نکاح کرکے رخصت کر دیا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی وسعت بھی عطا فرمائی اور ایسا علمی فضل و کمال عطا فرمایا کہ ان کی تصدیق کے بغیر سمرقند میں کوئی فتویٰ معتبر نہیں مانا جاتا تھا۔

☆☆..................☆☆

حکیم ارشاد الحق رحمۃ اللہ علیہ، بہاولپور

حکیم ارشاد الحقؒ ہمارے حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ کے مسترشدین اور تحریک ختم نبوت کے خدام ومداحین میں سے تھے۔ اللہ پاک نے انہیں بھرپور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں مبلغ رہا، ان کا تعاون بھرپور رہا۔ دفتر جب شہر سے ماڈل ٹاؤن بی منتقل ہوا تو سوئی گیس کے میٹر سے متعلق ان کی خدمت میں درخواست کی تو انہوں نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے ہفتہ دس دن میں میٹر لگوا دیا۔ اس دور میں ان کے مطب پر ہفت روزہ ختم نبوت کافی تعداد میں آتا تھا۔ مطب پر آنے والے مریض اور ان کے لواحقین باری کے انتظار میں بیٹھتے تو ہفت روزہ ختم نبوت کا مطالعہ کرتے رہتے۔ یہ ایک گونہ ختم نبوت کی تبلیغ تھی۔ انہوں نے اپنے مطب میں حفظ قرآن کی کلاس جاری کی۔ ماڈل ٹاؤن بی میں جنازہ گاہ نہ تھی تو ان کی مساعی جمیلہ سے جنازہ گاہ تعمیر ہوئی اور انہوں نے جنازہ گاہ میں حفظ قرآن کی کلاسیں بھی شروع کیں، لیکن بلدیہ اور کارپوریشن نے انہیں نہ چلنے دیا۔ جب بھی ملاقات ہوئی بھائی جان کہہ کر بلاتے۔ حضرت الامیر نور اللہ مرقدہ جب بہاولپور تشریف لاتے تو اصرار وتکرار کے ساتھ ایک وقت کا کھانا لینے میں کامیاب ہو جاتے۔ کچھ عرصہ پہلے دعوت وتبلیغ کی تحریک کے ساتھ تعلق شروع ہوا تو وہ بڑھتا گیا اور حکیم صاحب فنافی التبلیغ ہوگئے۔ سالانہ چلہ، ماہانہ سہ روزہ، گشت، تعلیم کی برکت سے نماز باجماعت کا اہتمام اگرچہ پہلے بھی تھا لیکن زیادہ ہوگیا۔ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور کی مدینہ مسجد کسی زمانہ میں تبلیغی مرکز تھا۔ موصوف اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے مدینہ مسجد کی انتظامیہ میں آگئے کچھ عرصہ سے علیل چلے آرہے تھے۔ راقم دو تین مرتبہ بہاولپور گیا۔ ملاقات کی خواہش کا دوستوں سے اظہار کیا تو انہوں نے علالت کی خبر سنائی۔ ۱۹؍فروری ۲۰۲۱ء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ نے شام کو ان کی وفات کی خبر سنائی اور راقم لاہور میں تھا اور پہلے سے پروگرام طے تھا۔ جنازہ میں شرکت نہ ہوسکی۔ ۲۰؍فروری ۶ بجے صبح ان کی نماز جنازہ ہوئی۔ مدینہ مسجد کے متصل پارک میں خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی امامت میں ہزاروں مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت کی اور انہیں قریبی قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ مرحوم ستر، اسی کے درمیان ہوں گے، ان کی وفات سے اہلیان بہاولپور ایک ماہر معالج کے وجود سے محروم ہوگئے۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، انہوں نے پسماندگان میں تین بیٹے جو طبیب ہیں اور بیٹیاں چھوڑیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

اپریل فول کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اس وقت پوری دنیا کے لوگ کورونا وائرس سے بچنے کے لئے دعاؤں کے ساتھ دواؤں یا کم از کم احتیاطی تدابیر اختیار کر رہے ہیں، اور اپنے گھروں میں رہنے میں عافیت سمجھ رہے ہیں۔ عموماً لوگ اپنے گھروں میں رہ کر سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ دنیا کے احوال وکوائف سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ مگر کچھ لوگ سوشل میڈیا کو غلط افواہیں پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ کسی بھی پیغام کو فارورڈ کرنے کا سلسلہ بڑی تیزی سے جاری ہے، چاہے ہم اس پیغام کو پڑھنے کی تکلیف گوارہ کریں یا نہیں، اور اسی طرح اس کی تحقیق کرنے کی ضرورت بھی سمجھیں یا نہیں کہ پیغام صحیح معلومات پر مشتمل ہے یا جھوٹ کے پلندوں پر۔ البتہ اس کو فارورڈ کرنے میں انتہائی عجلت سے کام لیا جاتا ہے۔ جبکہ پیغام ہمارے پاس فارورڈ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اصل میں پڑھنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پہلی اپریل کو جھوٹ بول کر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے، دنیا کے کسی بھی مذہب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں اس موقع پر تمام حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ کے واسطہ تحقیق کے بغیر کوئی پیغام دوسروں کو ہرگز فارورڈ نہ کریں اور جھوٹ بولنے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

مغربی تہذیب کی بے ہودہ رسومات میں سے ایک رسم اور روایت اپریل فول (AprilFool) منانا ہے۔ اس کی ابتدا اگرچہ یورپ سے ہوئی لیکن اب پوری دنیا میں یکم اپریل کو جھوٹ بول کر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے اور لوگوں خاص کر بوڑھوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے، غرضیکہ جھوٹ بول کر لوگوں کو بے وقوف بنانے کا یہ تہوار ہے۔ امن وسلامتی کا علم بردار مذہب اسلام ہمیشہ ایسی برائیوں سے معاشرہ کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے جو معاشرہ کے لئے ناسور ہوں۔ قرآن وحدیث میں بار بار سچ بولنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں معاشرہ کی مہلک بیماری جھوٹ سے بچنے کی نہ صرف تعلیم دی گئی بلکہ جھوٹ بولنے کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے، ان کے لئے جہنم تیار کی ہے جو بدترین ٹھکانا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب آیت ۷۰۔۷۱ میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کہا کرو۔ جھوٹ بولنے والوں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت وعیدیں ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سچائی کو لازم پکڑو، کیونکہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی یکساں طور پر سچ کہتا ہے اور سچائی کی کوشش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا نام سچوں میں لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچے رہو، اس لئے کہ جھوٹ گناہ اور فجور ہے اور فجور دوزخ کی راہ بتاتا ہے، اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا ہے اور اسی کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔'' (مسلم)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

فرمایا کہ کیا تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے تین زیادہ بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی انسان کو قتل کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی اس وقت آپ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، یہ کہہ کر آپ (سیدھے ہوکر) بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار جھوٹ بات اور جھوٹی شہادت (بھی بڑا گناہ ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملے کو اس قدر تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ہم (دل میں) کہنے لگے کاش آپ سکوت اختیار فرما لیں۔ (بخاری ومسلم)

بعض حضرات یہ کہہ کر کیم اپریل کو جھوٹ بولتے ہیں اور دوسروں کو بے وقوف بناتے ہیں کہ وہ صرف دوسروں کو ہنسانے کی خاطر کررہے ہیں، تو وہ حضرات اس تعلق سے اپنے نبی کا فرمان سن لیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تباہی ہے ایسے شخص کے لئے جو دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے، اس کے لئے بربادی ہے، اس کے لئے بربادی ہے۔“

(ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد)

اپریل فول میں نہ صرف جھوٹ بولا جاتا ہے بلکہ دوسروں کو دھوکہ بھی دیا جاتا ہے اور تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (مسلم) یعنی وہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو دھوکہ دیتا ہو۔

اپریل فول میں دوسروں کا مذاق بھی اڑایا جاتا ہے، حالانکہ پوری کائنات کو پیدا کرنے والے نے تمسخر اور دوسروں کا مذاق اڑانے سے منع کیا ہے:

”اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے، ہوسکتا ہے کہ جن پر ہنستے ہیں وہ ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے، ہوسکتا ہے کہ جن پر وہ ہنستی ہیں وہ ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔“

(سورۃ الحجرات:۱۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم اپنے بھائی سے جھگڑا مت کرو اور نہ اس سے مذاق کرو اور نہ کوئی ایسا وعدہ کرو جسے تم پورا نہ کرسکو۔“ (ترمذی) یہاں ایسا مذاق مراد ہے جو دوسرے شخص کو برا لگے۔

جہاں شریعت اسلامیہ میں جھوٹ بولنے سے منع کیا گیا ہے، وہیں سچ بولنے کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے اور بار بار سچ بولنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سچ بولنے کی تعلیم دی اور جھوٹ بولنے سے منع فرمایا۔ آپ ہمیشہ سچ بولتے تھے، حتیٰ کہ آپ کو نبی نہ ماننے والوں نے بھی آپ کی سچائی اور امانت داری سے متاثر ہوکر نبوت سے پہلے ہی آپ کو صادق اور امین جیسے القاب سے نوازا تھا۔ اسلام کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل بھی تسلیم کرتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ہمیشہ سچ بولنے کی تاکید فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

”اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو، بے شک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے۔“ (سورۂ مریم:۱۴)،

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم (سورۃ یوسف:۱۵) میں ہے: (اصل قصہ یہ ہے کہ) میں (حضرت زلیخا) نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور وہ (حضرت یوسف علیہ السلام) بے شک سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بھی پوری انسانیت کو متعدد مرتبہ سچ بولنے کی تعلیم دی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔“ (سورۃ التوبہ:۱۱۹)

اسی طرح فرمان الٰہی ہے:

”(خدا فرمائے گا کہ) آج وہ دن ہے کہ سچ بولنے والوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔“ (سورۃ المائدہ:۱۱۹)

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو راہ نہیں دکھاتے جو فضول خرچی کرنے والے ہیں اور جھوٹے ہیں۔“ (سورۃ المومن:۲۸)

چونکہ جھوٹ بولنے اور دوسروں کو بے وقوف بنانے کے نتائج سخت مہلک اور خطرناک ہیں، اور جھوٹ بولنے والے کے ساتھ ساتھ دوسرے بھی اس کے شر سے محفوظ نہیں رہتے، اس لئے ہمیں ہمیشہ جھوٹ بولنے سے بچنا چاہئے۔ اگر کسی شخص نے کبھی جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ سے پہلی فرصت میں معافی مانگے کیونکہ کبیرہ گناہ ہونے کی وجہ سے اس کے لئے مستقل توبہ ضروری ہے۔ اگر جھوٹ بول کر کسی شخص کو دھوکہ دیا گیا ہے تو اس کا گناہ حقوق العباد ہونے کی وجہ سے اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

☆☆..........☆☆

رمضان کا مہینہ.....ایک قابل غور پہلو!

مولانا ندیم الواجدی

رمضان کا مہینہ کس قدر بابرکت ہے، اس کا اندازہ کرنا ہو تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ ملاحظہ کیجیے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ کو ارشاد فرمایا:

”حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے اوپر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، اس مہینہ کی ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام کو نفلی عبادت قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینہ میں نفلی عبادت کے ذریعہ تقرب الٰہی کا طلب گار ہوگا، اُس کو رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں کے فرض کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص اس مہینہ میں فرض عبادت ادا کرے گا اس کو دوسرے دنوں کی ستر فرض عبادتوں کا ثواب ملے گا، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص اس مہینہ میں کسی کو روزہ افطار کرائے گا، اُس کا یہ عمل اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزے دار کے ثواب میں کمی کیے بغیر روزے دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص کے اندر افطار کرانے کی گنجائش نہیں ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی یہ ثواب عطا فرمائے گا جو کسی روزہ دار کو ایک کھجور، پانی کے ایک گھونٹ یا تھوڑی سی لسی سے افطار کرادے، یہ ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ دوزخ سے نجات ہے، جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام (خادم، ملازم) کے کام میں کمی کرے گا، اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اسے دوزخ سے آزادی عطا کرے گا۔“ (المجتبیٰ)

حدیث لمبی ہے، ہم نے یہاں مختصر نقل کی ہے، یہ ایک جامع خطبہ ہے اور اس میں گویا رمضان کی تمام خصوصیات بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اس مہینہ میں کیے جانے والے تمام اعمال کا خلاصہ آگیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ جہاں تک رمضان کے روزوں کی فضیلت کا معاملہ ہے ہر مسلمان اس سے اچھی طرح واقف ہے، لیکن اس حدیث میں رمضان کی کچھ اور خصوصیتوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، سب سے پہلے تو اس مہینہ کو رمضان کا مہینہ کہہ کر اس کی عبادتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ کس طرح کی عبادتوں پر کس طرح کا اجر ہے، پھر اسے ماہِ صبر قرار دیا گیا ہے، صبر صرف یہی نہیں ہے کہ انسان بھوک پیاس کے باوجود کھانے پینے سے رکا رہے، بلکہ صبر یہ بھی ہے کہ دوسروں کی اذیتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے، طبیعت کے تقاضے کے باوجود کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ کان، آنکھ، زبان تمام اعضاء کو ایسے کاموں سے روکے جن میں اگرچہ بڑا مزہ ہے، بڑی لذت ہے مگر وہ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ یہی صبر ہے اور اسی پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے، اس مہینہ کو ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ بھی قرار دیا گیا ہے اور اس میں مومن کے رزق میں برکت بھی دے دی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں مواسات کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا اور دوسرے کی غم خواری کرنا، ہم مواسات کس طرح کریں، مذکورہ بالا حدیث میں اس کی دو مثالیں اور دو کیفیتیں بھی بیان کردی گئی ہیں، ایک تو یہ کہ ہم خود ہی روزہ افطار نہ کریں بلکہ ہو سکے تو دوسروں کو بھی افطار کرادیں، اس کی ہمت نہ ہو تو لسی کے چند گھونٹ ہی پلادیں، یہ بھی ممکن نہ ہو تو پانی سے افطار کرادیں، حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خود تو طرح طرح کی نعمتوں سے روزہ افطار کریں اور جو لوگ ضرورت مند ہیں ان کو ایک کھجور کھلا کر اور ایک گلاس پانی پلا کر یہ سوچیں کہ ہم نے روزہ افطار کرا کے بڑا ثواب کما لیا ہے۔ دوسرا سبق یہ دیا گیا ہے کہ اپنے ماتحتوں، ملازموں اور نوکروں سے عام دنوں کے مقابلہ میں کام کم لیں آخر وہ بھی روزہ سے ہیں، روزہ کی حالت میں ہمتیں جواب دے جاتی ہیں، بھوک

پیاس کے احساس کے ساتھ کام سے طبیعت اُچاٹ ہوجاتی ہے، اگران کے ساتھ ہمدردی کی جائے اور ان کی مفوضہ ذمہ داریوں میں تخفیف کردی جائے تو یہ بڑے اجروثواب کا کام ہے۔مومن کے رزق میں اضافہ کی مصلحت بھی یہی ہوسکتی ہے کہ وہ خود بھی کھائے، اپنے اہل وعیال کے لئے بھی دسترخوان کو وسعت دے اورضرورت مند رشتہ داروں دوستوں اور پڑوسیوں کا بھی خیال رکھے۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آچکا ہے تم اس کے لئے نیت پہلے ہی درست کرلو، اس مہینہ میں (اپنے اوراپنے اہل وعیال کے) نان نفقہ میں فراخی کرو (کنزالعمال)۔ایک اورروایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں نان نفقہ کے متعلق وسعت سے کام لوکیوں کہ اس مہینہ میں (اپنی ذات پراوراہل وعیال پر) خرچ کرناایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔(الجامع الصغیر)

رمضان کومواسات، ہمدردی اورغم خواری کا مہینہ قراردینا، اپنے آپ میں ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔روایات میں ہے کہ سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں قیدیوں کوچھوڑ دیا کرتے تھےاورہرمانگنے والے کودیا کرتے تھے۔(بیہقی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اوررمضان المبارک میں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھےتو آپ اور زیادہ سخی اورفیاض ہوجاتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاضی اورسخاوت فرماتے تھے۔(بخاری)

ہم میں سے بہت سے لوگ رمضان کے اس پہلو سے واقف ہی نہیں ہیں کہ یہ ہمدردی کا مہینہ ہے، ہم روزے بھی رکھتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، تراویح کی نماز بھی مستعدی کے ساتھ اداکرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہیں، لیکن اس مہینہ کا جو پیغام ہے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، یقیناً یہ تمام کام اجروثواب کے ہیں اورایک ایک عمل پرہمیں ستر ستر گنا ثواب ملنے والا ہے، لیکن یہ ثواب تو صرف ہمیں ملے گا ہمارے ذریعہ دوسروں کواس ماہ مبارک میں کتنا فائدہ پہنچا، ہم نے رمضان کی مقدس ساعتوں میں کبھی اس سوال پرغورنہیں کیا؟ اس مہینہ میں اللہ کی رحمتوں کی وجہ سے اورعبادتوں کے تسلسل کے باعث ہمارے دلوں میں نرمی پیدا ہوجاتی ہے، طبیعت خیر کے کاموں کی طرف مائل ہونے لگتی ہے، ہمیں اپنے دلوں کی اس نرمی اورخیر کی طرف طبیعتوں کے اس میلان سے اس ماہ مقدس میں پورا فائدہ اٹھانا چاہیے، اورفائدہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں ہمارے عزیز واقارب میں، اپنے حلقہ تعارف میں اور پاس پڑوس کے مکانوں میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اپنی کم آمدنی کے باعث اس مہینہ کی ظاہری نعمتوں سے مستفید نہیں ہوسکتے، کیا یہ اچھا لگتا ہے کہ ہمارے دسترخوان پر طرح طرح کی نعمتیں سجی ہوئی ہوں اورانواع واقسام کے کھانے رکھے ہوئے ہوں دوسری طرف ہمارے قریب کے کچھ لوگ نان جویں کوبھی محتاج ہوں یا روکھاسوکھا کھاکر پیٹ بھر رہے ہوں، عید سر پر ہے ہماری ذمہ داری ہے کہ عید کی مسرتوں میں ان لوگوں کوبھی شریک کرلیں جو اپنی تنگ دستی کے سبب اس دن بھی روز کی طرح نظر آنے والے ہیں اوررمضان کو ہمدردی اورغم خواری کا مہینہ بلاوجہ قرارنہیں دیا گیا، اس میں صاحب حیثیت مسلمانوں کے لئے ایک پیغام ہے کہ ضرورت مند انسانیت کے ساتھ ہمدردی اورغم خواری بھی اس ماہ مبارک کی ایسی ہی عبادت ہے جس پر ستر گنا اجروثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔کیا ہم یہ ثواب کمانے کے لئے تیار ہیں؟ ☆☆

بیرونی قوتیں این جی اوز کے ذریعے پاکستان کے اسلامی تشخص پرحملہ آور ہیں

لاہور.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ لاہور مولانا عبدالنعیم، سیکریٹری جنرل لاہور مولانا علیم الدین شاکر، سرپرست قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیررضوان نفیس، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا عبدالعزیز نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عورت مارچ کے نام پرلگائے جانے والے تماشے سے اب یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اس میں مارچ کے منتظمین اورشرکاء کا ایجنڈا کسی اورکا ہے اور یہ غیرملکی آلۂ کار ہیں جو پاکستانی معاشرہ کو ابترصورت حال سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔علماء کرام نے کہا ہے کہ اسلام دشمن قوتیں فحاشی پھیلاکر مسلمانوں کوزیر کرنا چاہتی ہیں۔شرم وحیاء اسلامی تہذیب وتمدن کا طرۂ امتیاز ہے۔بیرونی قوتیں کچھ این جی اوز کے ذریعے پاکستان کے اسلامی تشخص پر حملہ آور ہیں۔عورت مارچ جیسے پروگراموں سے شرم وحیا کوٹارگٹ کیا جارہا ہے۔جس معاشرے میں علماء کرام بدی کا مقابلہ چھوڑ دیں، وہاں پر بدی کا قبضہ ہوجاتا ہے۔شیطانی قوتوں نے بدی کے پیروکاروں کے لئے خزانوں کے منہ کھول رکھے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ عریانی، فحاشی کے ذمہ دار مردوزن کوکٹہرے میں لایا جائے۔ہمارا معاشرہ دن بدن مغربی ثقافت کے زیراثر ہوتا جارہا ہے۔معاشرے میں عریانی، فحاشی کے مقابلے میں علماء، صوفیاء، والدین، اساتذہ، حکومت اورعامۃ الناس سب کو متحرک طریقے سے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

روزہ کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

صوم (روزہ):

صوم کے لفظی معنی امساک یعنی رکنے اور بچنے کے ہیں، اور اصطلاحِ شرع میں کھانے پینے اور عورت سے مباشرت کرنے سے رکنے اور باز رہنے کا نام صوم ہے، بشرطیکہ وہ صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک مسلسل رکا رہے، اور نیت روزہ کی بھی ہو، اس لئے اگر غروبِ آفتاب سے ایک دو منٹ پہلے بھی کچھ کھا پی لیا، تو روزہ نہیں ہوا۔ نیت اصل میں دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں، بلکہ بہتر ہے۔

پچھلی امتوں میں روزہ کا حکم:

روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے، حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں، پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے، اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی، اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے، مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ اٹھاتے آئے ہیں۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں اشارہ ہے کہ تقویٰ کی قوت حاصل کرنے میں روزہ کو بڑا دخل ہے۔ کیوں کہ روزہ سے اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے کا ایک ملکہ پیدا ہوتا ہے، وہی تقویٰ کی بنیاد ہے۔

مریض کا روزہ:

فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضاً: مریض سے مراد وہ مریض ہے جس کو روزہ رکھنے سے ناقابل برداشت تکلیف پہنچے، یا مرض بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہو، بعد کی آیت "وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ" میں اسی طرف اشارہ موجود ہے۔ جمہور فقہائے امت کا یہی مسلک ہے۔

مسافر کا روزہ:

اَوْ عَلٰی سَفَرٍ: یہاں لفظ مسافر کے بجائے عَلٰی سَفَرٍ کا لفظ اختیار فرما کر کئی اہم مسائل کی طرف اشارہ فرما دیا: مطلقاً لغوی سفر یعنی اپنے گھر یا شہر سے باہر نکل جانا روزہ میں رخصتِ سفر کے لئے کافی نہیں، بلکہ سفر کچھ طویل ہونا چاہئے، مگر یہ تحدید کہ سفر کتنا طویل ہو، قرآن کریم کے الفاظ میں مذکور نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور صحابہ کرامؓ کے تعامل سے فقہاء نے اس کی مقدار تقریباً 78 کلومیٹر متعین کی ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی ایک مقام پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے، تو وہ بھی منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد رخصتِ سفر کا مستحق نہیں۔

روزہ کی قضا:

فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّامٍ اُخَرَ: مریض و مسافر کو اپنے فوت شدہ روزوں کی تعداد کے مطابق دوسرے دنوں میں روزے رکھنا واجب ہے۔ البتہ اس آیت میں کوئی قید نہیں کہ ترتیب وار رکھے یا غیر مسلسل رکھے، بلکہ عام اختیار ہے کہ ترتیب وار یا متفرق جیسا چاہے فوت شدہ روزوں کی قضا کر لے۔

روزہ کا فدیہ:

اس آیت کے بظاہر معنی وہی ہیں جو خلاصہ تفسیر میں لکھے گئے کہ جو لوگ مریض یا مسافر کی طرح روزہ رکھنے سے مجبور نہیں بلکہ روزے کی طاقت تو رکھتے ہیں، مگر کسی وجہ سے دل نہیں چاہتا، تو ان کے لئے یہ گنجائش ہے۔ وہ روزوں کے بجائے صدقہ ادا کردیں۔ یہ حکم شروع اسلام میں تھا، جب لوگوں کو روزے کا عادی بنانا مقصود تھا، اس کے بعد جو آیت آنے والی ہے، اس سے یہ حکم عام لوگوں کے حق میں منسوخ ہوگیا۔ صرف ایسے لوگوں کے حق میں باقی رہا جو بہت بوڑھے ہوں یا ایسے بیمار ہوں کہ اب صحت کی امید ہی نہیں رہی۔

فدیہ کی مقدار:

ایک روزہ کا فدیہ نصف صاع گیہوں (تقریباً دو کلو) یا اس کی قیمت کسی غریب مسکین کو دینا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے کے سلسلہ میں تین تبدیلیاں ہوئیں:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے، تو ہر مہینہ میں تین روزے اور ایک روزہ (یوم عاشورہ) یعنی دسویں محرم کا رکھتے تھے۔

☆ جب رمضان کے روزے کی فرضیت ہوئی، تو حکم یہ تھا کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ روزہ رکھ لے یا فدیہ دے دے۔ البتہ روزہ رکھنا افضل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرما دی، جس میں صحت مند کے لئے یہ اختیار ختم

کر کے صرف روزہ رکھنا لازم کردیا، مگر بہت بوڑھے آدمی کے لئے یہ حکم باقی رہا کہ وہ چاہے تو فدیہ ادا کردے۔

☆ شروع میں افطار کے بعد کھانے پینے اور اپنی خواہش پورا کرنے کی اجازت صرف اس وقت تک تھی جب تک آدمی سوئے نہیں، جب سوگیا، تو دوسرا روزہ شروع ہوگیا، کھانا پینا وغیرہ ممنوع ہوگیا۔

سحری کھانے کا آخری وقت:

احادیث میں رات کے آخری وقت میں سحری کھانے کی فضیلت وارد ہوئی ہے، لیکن جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہوا کہ روزہ میں کھانے پینے اور مباشرت کی جو ممانعت ہے، یہ اللہ کی حدود ہیں، اور ان کے قریب بھی مت جاؤ، کیونکہ قریب جانے سے حد شکنی کا احتمال ہے، اسی لئے روزہ کی حالت میں کلی کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے، جس سے پانی اندر جانے کا خطرہ ہے۔ بیوی سے بوس وکنار مکروہ ہے، اسی طرح سحری کھانے میں احتیاط سے کام لیں، اور سحری کا وقت ختم ہونے سے ایک دو منٹ قبل سحری کھانے سے فارغ ہوجائیں۔

قارئین کرام! آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے، آمین۔☆☆

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، اچھرہ لاہور

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جامعہ فاطمۃ الزہراء کے زیر اہتمام سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری اچھرہ لاہور میں شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیکریٹری جنرل مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا احمد حنیف، ناظم مدرسہ ہذا انجینئر حافظ نعیم الدین شاکر، پیر میاں محمد رضوان نفیس، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا عمران نقشبندی و دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین کا کہنا تھا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور گدی نشینوں کو میدان عمل میں آنا ہوگا اور اتحاد و اتفاق سے منکرین ختم نبوت کا بھرپور انداز میں تعاقب کرنا ضروری ہے۔ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے اپنے خطاب میں کہا کہ وطن عزیز پاکستان میں قادیانی فتنہ کی اسلام و آئین پاکستان کے منافی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ چکی ہیں جبکہ قادیانیت نوازی کے اقدامات سے مسلمانوں کے اندر شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا ایمانی اور بنیادی فرض ہے، دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں، مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرنے والے اپنی آخرت خراب کررہے ہیں، انہوں نے مدارس کے نظام کو بدلنے کے لئے حکومت کی طرف سے جاری وقف املاک ایکٹ کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ مساجد اور مدارس کی آزادانہ حیثیت پر کسی صورت شب خون نہیں مارنے دیں گے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ پاکستان کے مختلف حلقوں کے لوگ قادیانیوں کی گمراہ کن سرگرمیوں میں مبتلا ہورہے ہیں۔ مقتدر حلقوں میں چھپے ہوئے سیکولر اور دین دشمن عناصر ان کی پشت پناہی کررہے ہیں۔ عالمی استعمار اور سیکولر لابی قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کرانے کے لئے اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ قادیانیوں کی سازشوں کو بھانپ کر ان کا مقابلہ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اُمت شروع سے ایک موقف پر قائم ہے اور قیامت تک تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا جائے گا۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ سوشل میڈیا کے ذریعے قادیانیوں سمیت تمام فتنوں کی سرکوبی کی جدوجہد ہماری ترجیحات میں شامل ہے، امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآمد کرایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس اور دینی قوتوں کو خطرناک اور زیرو پوائنٹ پر لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ شہدائے تحریک ختم نبوت کی منزل اور ہماری منزل ایک ہی ہے اور وہ ملک میں دینی نظام کا نفاذ ہے۔ مولانا علیم الدین شاکر نے کہا کہ تمام مکاتب فکر ہمیشہ تحریک ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر ایک تھے ایک ہیں اور ایک رہیں گے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کی اساس ہے، اس میں ذرہ برابر شک بھی حالت کفر وارتداد تک لے جاتا ہے، مغربی کلچر وثقافت کو فروغ دے کر حیاباختہ معاشرہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مقررین نے کہا کہ تحریک ختم نبوت میں شہادت کا جام پینے والوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، ہزاروں پُرامن مسلمانوں کو شہید کیا گیا لیکن تحفظ ختم نبوت کی آواز کو دبایا نہ جاسکا۔ ۱۹۷۴ء میں بھی قادیانیوں نے مسلمانوں پر تشدد کیا، لیکن مسلمانوں کی قربانی کے نتیجے میں پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اساس ہے، جس پر تمام مکاتب فکر کے علماکرام کا اجماع ہے۔ مارچ ۱۹۵۳ء کے شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون کے صدقے پاکستان قادیانی ریاست بننے سے محفوظ رہا جبکہ عالمی قوتیں پاکستان کے آئین سے اسلامی دفعات کو ختم کروانے کے لئے تسلسل کے ساتھ کوشاں ہیں۔ قادیانی اپنی متعینہ اسلامی اور آئینی حیثیت کو نہ مان کر ریاست کو مسلسل چیلنج کررہے ہیں، یہ صورت کسی صورت بھی قابل قبول نہیں، اس لئے قانون نافذ کرنے والے ریاستی اداروں کو قانون کے نفاذ کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور واقعہ ہجرت

آخری قسط

مفتی خالد محمود

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دوست اور یارِ غار، خلیفۂ اوّل، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو عشقِ رسول کی بھٹی میں تپ کر کندن بن چکے تھے، جنہوں نے اسلام کے لئے سب کچھ قربان کر کے سب کچھ پا لیا تھا اور راہِ عشق میں وفا کی نئی بنیاد ڈالی تھی، جن کے دل میں سوز و گداز کی شمع فروزاں تھی، جو ہر ایک کی مصیبت پر تڑپ اٹھتے، سوزِ دروں جنہیں ہر وقت بے قرار رکھتا۔ جنہوں نے بغیر چوں وچرا کے اپنے آقا کی تصدیق کی اور پھر اپنی تمام توانائیاں، مال و دولت اور اپنی زندگی اپنے آقا پر نچھاور کر دی، جب ہجرت کا وقت آیا تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا جان کی بازی اور موت کا سودا تھا، اس سفر میں قدم قدم پر خطرات تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سفر میں جس جانثاری اور خدمت کا مظاہرہ کیا وہ صرف اور صرف آپ کے ہی مقدر میں تھا، اس سفرِ ہجرت کی داستان ذیل میں واقعاتی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

مدینہ منورہ جو اب تک یثرب تھا مگر اس کی قسمت جاگ اٹھی تھی اسے اب مدینۃ النبی، (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر) اور مدینہ منورہ کا خطاب ملنے والا تھا، وہاں کے باشندوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی اطلاع مل چکی تھی اور وہ سراپا اشتیاق بنے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشنے کے لئے، چہرہ انور کے دیدار وزیارت سے اپنے دل کو جلا بخشنے کے لئے ہر روز صبح ہی صبح شہر سے باہر نکل کر حرہ میں جا بیٹھتے، شوق نظارہ ان کے دل میں چٹکیاں لیتا اور وہ نگاہ تصور سے دیکھتے کہ غریبوں کا ملجا، یتیموں کا والی آ رہا ہے، جس کے جلو میں برکتیں ہیں، سعادتیں ہیں، جس کے ہاتھ میں ہدایت کے پرچم اور نیکیوں کے خزانے کی کنجیاں ہیں، جس کے بُن ومو سے نور ہدایت پھوٹ رہا ہے، جس کے قدم رنجہ فرماتے ہی ہماری اور ہمارے شہر کی قسمت بدل جائے گی، یہ تصور کرتے ہی وہ دیدہ و دل فرش راہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ روزانہ جب سورج مدینہ کی پہاڑیوں پر سنہری کرنیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوتا تو پورے سج دھج سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے اہل مدینہ شہر سے باہر آ کر بیٹھ جاتے، کسی کے پاس چمکتی ہوئی تلوار ہوتی، کوئی اپنے تمام ہتھیار بدن پر سجائے شامل ہو جاتا، کوئی زرہ پہنے، کوئی خوبصورت لباس پہن کر آتا، کسی کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ ٹوٹی ہوئی زرہ کندھے پر ڈالے چلا آتا۔ ہر ایک اپنے اپنے طور پر اس عظیم انسان کے استقبال کے لئے آتا جس کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا ہے، جو تمام انبیا کا سردار ہے اور یہ لوگ اس تپتے ہوئے میدان میں راستے پر ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے جہاں ذرا سا غبار اٹھتا ان کے دل امید سے دھڑکنے لگتے کہ شاید اب جمال محبوب کا نظارہ ہو جائے مگر ہر مرتبہ مایوسی ہوتی، مگر یہ لوگ بیٹھے رہتے جب تک کہ تخت دھوپ ان کو اٹھنے پر مجبور نہ کر دیتی۔

۸ ربیع الاول دوشنبہ کا دن تھا آج بھی روزانہ کی طرح شمع رسالت کے یہ پروانے جو دن دیکھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دل وجان سے فدا اور آپ پر جان نچھاور کرنے والے بن چکے تھے لاوے کی جلی ہوئی سیاہ چٹان (حرہ) پر آ کر جمع ہوئے تھے اور دوپہر کے وقت دل میں ہزاروں حسرتیں لئے ناکام گھروں کو واپس ہو چکے تھے۔ مگر قبا میں ایک یہودی اپنے بلند گھر کے جھروکے سے غیر اختیاری طور پر شاہراہ پر نظر جمائے دیکھ رہا تھا کہ اسے کچھ گرد و غبار سا اٹھتا محسوس ہوا۔ وہ اور توجہ سے دیکھنے لگا تو معلوم ہوا کہ اونٹنی پر سوار کوئی چلا آ رہا ہے۔ قریب آنے پر وہ دیکھتا ہے کہ اس پر ایک نورانی شکل والا شخص سوار ہے اس کے پیچھے ایک اور سوار ہے علامات ونشانیوں سے وہ پہچان لیتا ہے کہ یہ تو وہی مسلمانوں کے سردار ہیں۔ اس سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار چیخ اٹھا۔

”اے قبیلہ کے فرزندو تمہارے سردار آ پہنچے“۔

یہ آواز سنتے ہی اہل قبا خوشی سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے گھروں سے نکل آئے، فضا

ان کے نعروں کی صداؤں سے گونج اٹھی اور دیوانہ وار شاہراہ کی طرف دوڑ پڑے۔

قبا سے تھوڑی دور کھجور کا ایک درخت یکہ و تنہا کسی کے انتظار میں کھڑا تھا۔ شاید اسے محبوب کائنات کا انتظار تھا اسی انتظار میں نہ جانے کب سے کھڑا تھا۔ مگر اس کے شوق وانتظار میں کمی نہیں آئی تھی اسے کوئی بتانے والا نہ تھا کہ یہ آفتاب عالمتاب کب طلوع ہوگا مگر جب سے محبوب کائنات ؐ کا تذکرہ مدینے میں ہونے لگا اور درخت کے کانوں میں ان کی آواز پڑتی تو وہ سرمستی میں جھوم اٹھتا اور اس کے شوق وانتظار میں اضافہ ہوجاتا۔ علی اصغر چوہدری لکھتے ہیں:

”اس راہ سے گزرنے والے مسافر اب کچھ عرصے سے کبھی کبھی اس صبح صادق کی خبریں دیا کرتے تھے جس کی بدولت سپید، سحر کی جاذبیت بڑھ گئی تھی، بادصبا اٹھلا کے چلنے لگی تھی اور ہوا کے عطر بیز جھونکے جوئے یار کی غمازی کرنے لگے تھے، لیکن اسے قرار نہ تھا بلکہ جوش استقبال میں اس کی بے قراری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی حتیٰ کہ دور سے گزرنے والے راہ گیر اسے اکثر جھومتا ہوا دیکھا کرتے تھے وہ خود یتیم تھا اور اس دریتیم کے اشتیاق میں کسی نا معلوم عرصہ سے بحالت قیام تھا، جس کی آمد آمد کے تذکرے، روز ازل سے کروبیان عرش اور قدوسیان فرش تک ہی محدود نہ تھے بلکہ خاک سے افلاک تک ذرے ذرے، پتے پتے اور کلی کلی کو اس کی خبر مل چکی تھی اور اولاد آدم کے فہمیدہ افراد ہر جگہ اور ہر وقت اس کے منتظر رہتے تھے۔“ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے رفیق اعلیٰ تک)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اور یار غار کے ساتھ اس درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے، اس درخت نے یکا یک یوں اپنی آغوش میں محبوب رب العالمین اور محبوب کائنات کو جلوہ فرما دیکھا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی، وہ جھوم جھوم اٹھا، اسی گھڑی کے انتظار میں وہ ایک زمانہ سے کھڑا تھا، آج اس کی مراد پوری ہوئی اس کی تمنا اور آرزو کی تکمیل ہوئی تو فرط عقیدت سے اس کی شاخیں جھک گئیں، اس کا سایہ گھنیرا ہوگیا، فخر سے اس کا سر بلند ہوگیا۔

اسی درخت کے نیچے انصار جمع ہونے لگے، جن لوگوں نے اب تک دیدار کا شرف حاصل نہیں کیا تھا وہ بہت بے تاب تھے، انہیں بہت اشتیاق تھا سب سے پہلے وہی بھاگے ہوئے آئے، پہچانتے نہ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ کمزور ونحیف تھے، بال بھی سفید ہوچکے تھے، اس لئے عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹا ہونے کے باوجود سن رسیدہ معلوم ہوتے تھے۔ اس لئے انصار انہی کو محبوب خدا سمجھ کر پہلے انہیں سلام عرض کرتے۔

جاں نثار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صورت حال کو سمجھ گئے اور انصار کی کیفیت کو بھانپ لیا تو بڑے ہی پیارے انداز میں اپنے آقا کا تعارف کرایا، اس وقت تک دھوپ فرق مبارک کے قریب پہنچ چکی تھی، صدیق اکبرؓ اٹھے اور اپنی چادر تان کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کردیا۔ اس پیاری اور دلآویز ادا سے سب پر آشکارا ہوگیا کہ گوہر مقصود کون ہیں۔

شمع رسالت کے پروانوں کا ہجوم بڑھتا چلا جارہا تھا، ان کے چہروں کے تاثرات بتارہے تھے کہ اپنے محبوب، اپنے آقا کے قدموں میں جانیں نثار کرنے کی پُرسوز تمنائیں ان کے دل میں مچل رہی ہیں وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری دنیا سے جنگ مول لینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر اس کے لئے اپنی ساری دنیا بھی داؤ پر لگانی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے مگر ان سب پروانوں میں سب سے زیادہ نمایاں اور سپردگی وجاں نثاری کے جذبہ کی تپش سے سلگتا ہوا پروانہ وہ تھا جو ہجرت کی پُرخطر گھاٹیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش پا کو اپنے خون دل و جگر سے نکھارتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا جس کا ایک ایک سانس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے وقف ہوچکا تھا۔ اب بھی وہ چادر تھامے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کئے ہوئے ساری دنیا سے منہ موڑ کر اس حسین چہرے کو سپردگی کے عالم میں تک رہا تھا۔ جس سے بدر کامل بھی شرماتا ہو، اسی ایک چہرہ انور کو دیکھ دیکھ کر وہ جیتا تھا، اس کے دیکھ لینے کے بعد دنیا کی ہر چیز سے وہ بے نیاز تھا حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی بے گانہ ہوچکا تھا۔

تقریباً پانچ سو انصار جمع ہوچکے تھے۔ خوشی سے ہر ایک کا چہرہ کھلا جاتا تھا، آفتاب رشد وہدایت کو اپنے جلو میں لے کر بڑے اعزاز و اکرام اور عزت واحترام سے یہ لوگ چلے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن قبا میں قیام کیا وہاں ایک مسجد بنائی جو اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس کی بنیاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی اور تعمیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شامل رہے۔ عبداللہ بن رواحہ اپنی مترنم آواز میں بڑے سوز وطرب سے یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

”کامیاب ہے وہ جو مسجد کی تعمیر کرتا ہے،

اٹھتے بیٹھتے قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور رات کو عبادت کے لئے جاگتا رہتا ہے۔‘‘

اس آواز کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شیریں آواز بھی شامل ہوجاتی تھی جس کو سن کر ہر کلفت ومصیبت ختم ہوجاتی تھی۔

اسی مسجد کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر مسجد قبا میں نماز پڑھے اسے عمرہ کا ثواب ملے گا۔‘‘

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ ہفتہ کے روز قبا جاتے اور اس مسجد میں نماز ادا فرماتے، اسی مسجد کے متعلق مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا:

’’گویا خالق کا جو دروازہ مخلوقات کے لئے بند تھا، صدیوں کے بعد پہلی دفعہ قبا کی مسجد بنا کر کھولا گیا تاکہ جس کسی کو جہاں کہیں زمین پر قابو بخشا جائے پہلا کام یہی کرے۔‘‘

(النبی الخاتم)

۱۴ دن قبا میں قیام کرنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن قبا سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جاں نثاروں کی ایک بڑی تعداد آپ کے ہمراہ تھی۔ راستہ میں بنی سالم کی بستی میں یہ قافلہ پہنچا تو نماز کا وقت ہوچکا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں جمعہ کی نماز پڑھائی، یہ اسلام میں پہلی مرتبہ جمعہ کی نماز پڑھائی جارہی تھی۔ اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

نماز وخطبہ سے فارغ ہوئے تو آپ پھر روانہ ہوئے، آپ کی سواری مدینہ میں داخل ہوا چاہتی تھی۔ تمام انصار اور ان کے ساتھ مہاجرین بھی آپ کے استقبال کے لئے بے تابانہ دوڑ پڑے تھے۔ آج مدینہ والوں کی خوشی کی انتہا نہ تھی، ان کے انگ انگ سے مسرت پھوٹ رہی تھی خوشی کے مارے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے تھے ہر ایک کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔

’’اللہ اکبر، اللہ کے رسول آگئے، اللہ کی نبی آگئے۔‘‘

لونڈیاں اور غلام تک خوشی سے ایک دوسرے کو یہ خوشخبری دیتے پھر رہے تھے، ہر ایک چہرہ انور کی جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب تھا۔ اونچی جگہوں پر چڑھ چڑھ کر دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر رہے تھے۔ حیا سے جھکی جھکی آنکھوں والی عفت مآب بیبیاں بھی کھڑی تھیں اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری شہر میں داخل ہوئی تو حیا پرور اور پاک دامن بیبیوں نے چھتوں سے ڈھیے سروں میں خیر مقدم کا ترانہ گا کر آپ کا استقبال کیا۔

’’ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوگیا، وداع کی پہاڑیوں سے، ہم پر شکر واجب ہے جب تک کوئی اللہ کو پکارنے والا باقی رہے۔ اے ہمارے ہاں مبعوث ہونے والے آپ وہ منصب لے کر آئے ہیں جو واجب الاطاعت ہے۔‘‘

عورتیں اور بچیاں یہ شیریں نغمہ گا رہی تھیں اور اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھیں آپ کی ناقہ مبارک جب بنونجار کے محلے سے گزر رہی تھی تو بنو نجار کی لڑکیوں نے دف بجا کر آپ کا استقبال کرتے ہوئے بڑے فخر سے کہا:

’’ہم خاندان بنونجار کی لڑکیاں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتنے اچھے ہمسائے ہیں۔‘‘

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ والہانہ الفاظ سنے تو آپ رک گئے آپ نے ان بچیوں سے دریافت فرمایا:

’’کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو؟‘‘

بڑی سادگی سے ان بچیوں نے جواب دیا:

ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

’’میں بھی تمہیں چاہتا ہوں‘‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: کتنی خوش نصیب اور بلند اقبال بچیاں تھیں یہ جن کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا فرمائے۔

آج سب لوگ خوش تھے، بچے پھولوں کی طرح ہنس رہے تھے، بچیاں کلیوں کی طرح مسکرا رہی تھیں۔ چشم فلک نے بہت سے شہنشاہوں اور رئیسوں کے استقبال کے دلفریب مناظر دیکھے ہوں گے، مگر آج کے استقبال کی شان ہی کچھ اور تھی۔ آج اس ہستی کا استقبال ہو رہا تھا جو سب سے بڑا انسان اور انسان کامل ہے۔ آپ کی آمد سے مدینہ کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو مدینہ کا ذرہ ذرہ روشن ہوگیا اور جس دن آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی۔‘‘

یہی حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

’’جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ دن سب سے زیادہ روشن اور حسین تھا۔ اس کے بعد اس جیسا دن دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔‘‘

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری جاں نثاروں کے ہجوم میں چلی جارہی تھی، ہر صحابی کی خواہش تھی کہ آپ اس کے غریب خانہ پر

فروکش ہوں، ہر ایک درخواست پیش کر رہا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خدمت کا موقع دیجیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو بڑی شفقت ومحبت سے فرماتے: ’’میری ناقہ کو چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے جہاں اسے حکم ہوگا وہاں یہ خود ٹھہر جائے گی۔‘‘

ناقہ مبارک بنی نجار کے محلّہ میں اس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدستور ناقہ پر بیٹھے رہے، کچھ دیر بعد اونٹنی اٹھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جا بیٹھی اور پھر وہاں سے اٹھ کر پہلی والی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور گردن ڈال دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سواری سے اترے اور فرمایا یہی ہمارا ٹھکانہ ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جو جمال محبوب کے دیدار میں گم تھے، انہوں نے جو دیکھا کہ میرے مکان کے سامنے آپ کی سواری ٹھہر گئی تو وہ سمجھ گئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ وہ فوراً لپکے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان جلدی سے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے انہیں خدشہ تھا کہ کہیں کوئی اور نہ اپنے گھر لے جائے اور میں محروم ہو جاؤں۔

خالد بن زید انصاریؓ (ابوایوب) کے گھر کی دو منزلیں تھیں۔ درخواست پیش کی کہ آپ بالائی حصہ میں آرام فرما ہوں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوایوب کے گھر والوں کے آرام کی خاطر نیچے رہنا پسند فرمایا اور پھر ابوایوبؓ کے بے حد اصرار پر اوپر والے حصے میں منتقل ہوگئے۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے چند قدم کے فاصلے پر وہ جگہ ہے جہاں آپ کی اونٹنی آ کر بیٹھی تھی اس جگہ چند پرانی قبریں ہیں کہیں جھاڑیاں اور کہیں کھجور کے درخت ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ یہاں مسجد بنائیں اس کام کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار تھے کہ کسی طرح یہ کام سب سے پہلے ہو جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

’’یہ جگہ کس کی ہے؟‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ دو یتیم بچے سہل اور سہیل اس کے مالک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بلایا اور ان کے سرپرستوں کو بھی اور اس جگہ مسجد بنانے کی خواہش ظاہر کی اور اجازت طلب کی۔ وہ سب بخوشی اس پر راضی ہوگئے اور اس جگہ کی قیمت بھی لینا نہیں چاہتے تھے، مگر وہ تخص جو یتیموں کا والی اور بے کسوں کا سہارا تھا اسے یہ گوارا نہ ہوا کہ بغیر عوض کے یہ جگہ لیں اس لئے صاف طور پر فرمایا کہ:

’’یہاں ہم مسجد بنائیں گے لیکن اس صورت میں جبکہ تم اس کی قیمت لوگے۔‘‘

مزاج شناس رسول، جاں نثار، یار غار، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو اپنی جان کے ساتھ اپنا تمام مال اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر چکے تھے۔ اس موقع پر اپنے محبوب آقا کے مقصد کو سمجھا تو فوراً آگے بڑھے اور اس جگہ کی قیمت ادا کی۔

زمین خریدنے کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جگہ کی صفائی میں مشغول ہوگئے، اس کے بعد مسجد کی تعمیر شروع کردی۔ ☆☆

منکرین ختم نبوت نے ایک نئے نبی کو مان کر خود اپنے راستے مسلمانوں سے جدا کئے ہیں: علماء کرام

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، خطیب مرکز ختم نبوت مولانا محبوب الحسن طاہر، ناظم تبلیغ مولانا عبدالعزیز نے مختلف مقامات پر دروس ختم نبوت دیتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے ان کلیدی عقائد میں سے ایک ہے جس میں اگر، مگر، لیکن، چونکہ، چنانچہ سمیت کسی بھی قسم کی تاویلات کی گنجائش نہیں۔ نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی نئی نبوت کا کوئی تصور دین اسلام میں باقی نہیں رہتا لیکن منکرین ختم نبوت نے ایک نئے نبی کو مان کر خود اپنے راستے مسلمانوں سے جدا کئے ہیں۔ نئی نبوت پر ایمان لانے کے بعد ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ اس کے باوجود قادیانی اسلام کا لیبل استعمال کر کے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس پر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اعلیٰ حکام کسی بھی طرح قادیانیت کی پشت پناہی سے باز آتے نہیں دکھائی دیتے۔ مبلغ ختم نبوت نے کہا کہ قادیانی حضرات جو کہ دراصل اکھنڈ بھارت کا نظریہ رکھتے ہیں اور پاکستان کی سرزمین کو اپنے لئے منحوس گردانتے ہیں اس کے باوجود قادیانی پوری دنیا خصوصاً مغربی دنیا میں یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستان میں منکرین ختم نبوت کے حقوق پامال کردیے گئے ہیں، ان کے شہری حقوق معطل کردیے گئے اور انہیں پاکستان میں آزادی سے رہنے نہیں دیا جا رہا، ان پروپیگنڈوں کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ نسل نو میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت کے عقائد سے بھی متعارف کرایا جائے۔

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات

آخری قسط

مولانا محمد قاسم، کراچی

’’راہبر کے روپ میں راہزن‘‘ کتابچہ کی اشاعت ہوتے ہی زید حامد سے عوام متنفر ہونا شروع ہوئے، حتیٰ کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا، جو اس کے شیدائی تھے، نے اس کے لیکچروں کا بائیکاٹ شروع کردیا اور یہ جہاں بھی جاتا تو اس سے اس کے ماضی اور یوسف کذاب سے تعلق کے بارہ میں تابڑتوڑ سوالات ہونے لگے۔ حضرت جلال پوری شہیدؒ نے بھی یہی تحریر فرمایا اور اسلامیانِ وطن بھی اس سے فقط اتنا مطالبہ کرتے کہ وہ یوسف کذاب پر لعنت بھیج کر اس سے اعلان برأت کردے تو سب مطمئن ہوجائیں گے۔ مگر زید حامد اس صورت حال سے ایسا حواس باختہ ہوا کہ اول تو اس نے یوسف کذاب کے ساتھ اپنے کسی قسم کے تعلق کا ہی انکار کردیا، جو کہ سراسر جھوٹ تھا، کیونکہ اس بارہ میں تحریری اور آڈیو، ویڈیو کی صورت میں ثبوت موجود ہیں، نیز یہ بھی کہ یوسف کذاب پر مقدمہ درج ہونے کے زمانہ میں زید حامد اس کے لئے عدالتوں میں جاتا رہا اور اسے بری کرانے کی کوششیں بھی کیں، مگر جب عوام اس کے بہانوں سے مطمئن نہ ہوئے تو یہ یوسف کذاب کی حمایت پر اتر آیا اور اس کو حق پر باور کرانے لگا اور یہ جھوٹ بولنے لگا کہ یوسف کذاب پر جھوٹا الزام لگا کر اسے سزا دلائی گئی۔ گویا حضرت جلال پوری شہیدؒ کی کاوشوں سے اولاً حاصل یہ ہوا کہ زید حامد نے جھوٹے مدعی نبوت یوسف کذاب سے اپنے تعلق کا اقرار تو کم از کم کرلیا، ورنہ پہلے تو وہ سرے سے ہی منکر تھا۔ آپ کے اس کتابچہ سے عوام خصوصاً عصری تعلیمی اداروں کے طلبا جو زید حامد سے بہت متأثر ہوچکے تھے، نیز بعض دین پسند حلقہ بھی اس کا شکار بننے لگا تھا، یہ سب زید حامد کی اصلیت کھلنے کے بعد اس سے بچنے لگے، یوں ان سب کا ایمان محفوظ ہوا۔ الحمدللہ!

زید حامد کو جب اپنی چال الٹی پڑتی نظر آئی تو اب اس نے ایک طرف تو حضرت جلال پوری شہیدؒ کو مناظرہ کا چیلنج کرنا شروع کیا اور دوسری جانب اپنے چیلوں سے حضرتؒ کو دھمکی آمیز فون کراکے پیچھے ہٹنے پر دباؤ ڈلوانے لگا، بصورت دیگر اس نے حضرتؒ کو قتل تک کی دھمکی دی۔ حضرت شہیدؒ نے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ڈٹ کر اس کا چیلنج قبول کیا، چنانچہ یہ قبولِ چیلنج اشتہار کی صورت میں ۱۴؍ مارچ ۲۰۱۰ء کو اخبار روزنامہ اسلام میں شائع ہوا۔ جس کی عبارت آپ نے اپنی شہادت والے روز ہی لکھ کر دوپہر کے وقت اس پر مہر لگائی۔ مگر اس بزدل اور بے ایمان نے بہادروں کی طرح میدان میں روبرو مقابلہ کرنے کی بجائے چھپ کر وار کیا اور مناظرہ کرنے کی بجائے اسلام کے داعی، ختم نبوت کے محافظ، باطل فرقوں کے خلاف تنہا لڑنے والے اس مجاہد کو شہید کرادیا۔

حضرت جلال پوری شہیدؒ ۲۵؍ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱؍ مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعرات دفتر ختم نبوت نمائش سے حسب معمول بعد عصر روانہ ہوئے اور خاتم النبیین مسجد گلزار ہجری میں مجلس ذکر کروائی۔ وہاں سے فارغ ہوکر عشاء کے بعد آپ اپنے گھر کے لئے روانہ ہورہے تھے کہ راستہ ہی میں گھات لگائے مجرموں نے آپ کی گاڑی پر آتشیں اسلحہ کے دہانے کھول دیئے، جس کی زد میں آکر آپؒ، آپ کا صاحبزادہ حافظ محمد حذیفہؒ، آپ کے خادم مولانا فخر الزماںؒ اور آپ کے مرید حاجی عبدالرحمن سری لنکن (جو اس وقت ڈرائیور کی خدمت بھی انجام دے رہے تھے) جام شہادت نوش فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما أخذ ولہ ما اعطٰی و کل شئ عندہ باجل مسمّٰی!

اس طرح مسند لدھیانوی کا جانشین، مجالس ومحافل کا مہ جبیں، تعلیماتِ اکابر دیوبند کا خوشہ چیں اور دفتر ختم نبوت کراچی کے شاہ نشیں، خون میں رنگیں خلعت زیب تن کرکے راہی خلد بریں ہوا، اور (ان شاء اللہ تعالیٰ) اپنے رب کی جنت کا مکیں بن گیا۔ آپؒ کی نماز جنازہ اگلے روز بعد نماز جمعہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں رئیس العلماء، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے نماز جنازہ

سے قبل حضرت جلال پوری شہیدؒ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ اور آپؒ کے رفقاء نے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لئے اپنی جان راہِ خدا میں پیش کی ہے۔ دشمن سمجھتا ہے کہ حضرتؒ کو شہید کردینے سے دین ختم ہوجائے گا، یہ اس کی بھول ہے۔ آپؒ کی شہادت سے گرنے والے خون کے ہر ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ کئی ’’سعید‘‘ پیدا فرمادے گا، جو ان کی طرح دین کی پاسبانی کا حق ادا کریں گے۔‘‘

(بینات، شہید ناموسِ رسالت نمبر، ص:۱۷۲)

نماز جنازہ میں مسجد کے اطراف کی سڑکیں عوام سے پُر تھیں اور وہ سب شدتِ غم سے نڈھال تھے۔ جنازہ کے بعد آپؒ اور آپؒ کے رفقاء کے اجساد خاکی ایمبولنس میں رکھ کر خاتم النبیین مسجد گلزارِ ہجری لائے گئے، جہاں مسجد سے متصل ’’گنجِ شہدا‘‘ (شہیدوں کی آرام گاہ) میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، امام المجاہدین مفتی اعظم حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئیؒ، اور شہید ختم نبوت خادم العلماء حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی معیت میں ان شہداؒ کو بھی دفن کردیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا ایک باب مکمل ہوا۔

حضرت جلال پوری شہیدؒ شہادت کی موت کے متمنی تھے، خصوصاً آخری ایام حیات میں آپ کا شوقِ شہادت مزید پروان چڑھ گیا تھا، آپ فرماتے: ’’ہم تو آقائے نامدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں، ناموس رسالت کے لئے سب کچھ قربان کردیں گے۔‘‘ چنانچہ آپ اکثر و بیشتر بالخصوص رمضان المبارک کی طاق راتوں کے بیانات کے بعد دعاؤں میں اپنے لئے شہادت مانگا کرتے تھے، شہادت سے قبل آخری رمضان میں ستائیسویں شب کو بیان کرنے کے بعد یہ دعا مانگی: ’’اے اللہ! شہادت نصیب فرما، جب آپ کے پاس آئیں تو خون میں لتھڑے ہوئے ہوں، چہرہ خون سے سرخ ہو۔‘‘ رو رو کر دیر تک یہ دعا مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو شہادت کی سعادت ملی۔

آپؒ کی شہادت صرف آپؒ کے لئے باعث سعادت ثابت نہ ہوئی بلکہ امت کے حق میں بھی ایک بہت بڑے فتنہ ’’فتنۂ زید حامد‘‘ کی راہ میں سدِّ سکندری بن گئی۔ حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے مرید باصفا، علمی و قلمی معاون، رفیق سفر و حضر، ہم مزاج و ہم مشرب، آپؒ کے خلیفہ مجاز اور جانشین حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب دامت برکاتہم نے ایک موقع پر فرمایا: ’’ہمارے حضرتؒ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرکے اور اپنا خون دے کر اس بہت بڑے فتنہ کے آگے بند باندھا ہے۔‘‘ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، ناموس رسالت کے دفاع اور فتنۂ قادیانیت، گوہر شاہی و زید حامد کی سرکوبی کرنے کی پاداش میں جامِ شہادت نوش کیا، جس کی بنا پر آپ بجا طور پر ’’شہید ناموس رسالت‘‘ کے لقب کے حق دار ٹھہرے ہیں۔

آپؒ کی شہادت پر ملک بھر کے سیاسی و مذہبی زعماء، علماء کرام اور ملی و قومی قیادت نے خراج تحسین پیش کئے۔ امیر جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: ’’مولانا سعید احمد جلال پوریؒ چونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر تھے بلکہ اس کی مرکزی شوریٰ کے رکن بھی تھے اور میں نے ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنی ہی جماعت سمجھا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جب بھی کسی مسئلہ میں پکارا تو ایک کارکن کی طرح اس کی دعوت پر لبیک کہا۔‘‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں: ’’ختم نبوت کے کام کے ساتھ ان کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور اس کام کی بھرپور سرپرستی کرتے تھے اور ہر جگہ اور ہر اہم ضرورت کے موقع پر اس میں عملاً شریک ہوتے تھے۔‘‘ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں: ’’حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی شہادت ہم سب کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔‘‘ عالمی مجلس

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ کہتے ہیں: ''مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایسی گراں قدر خدمات سرانجام دیں کہ جس سے قادیانیت پر سکتہ کی کیفیت طاری ہوگئی.... دشمنان ختم نبوت کے سامنے سینہ سپر ہوئے، چور کو اس کے گھر پہنچا کر دم لیا۔ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی پہچان بن گئے تھے۔ ان کا قلم سیل رواں کی طرح ہر فتنہ کے خلاف موجزن رہا۔'' سابق صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ لکھتے ہیں: ''تحفظ ختم نبوت کے بہترین مبلغ اور داعی تھے.... ان کی تحریریں بڑی جاندار اور مفصل مدلل ہوتی تھیں۔'' مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری مدظلہ (نائب رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) رقم طراز ہیں: ''حضرت جلال پوری شہیدؒ تحفظ ناموس رسالت کے لئے بہتر کڑی ثابت ہوئے۔ حضرت جلال پوری شہیدؒ سے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے سلسلہ میں وہ خدمات لیں جو ایسے پُرفتن دور میں اسباب کے درجہ میں تصور میں بھی نہیں آسکتیں۔'' شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: ''۱۴۰۰ھ میں فقیر نے بحری جہاز سے حج کا سفر کیا، اس زمانہ میں مولانا سعید احمد جلال پوریؒ سعودیہ عرب میں تقسیم کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے خلاف ایک ہینڈبل عربی میں لکھا ہوا دینے کے لئے سی پورٹ پر تشریف لائے، پھر تو پاکستان، برطانیہ، حجاز مقدس، سری لنکا، کئی اسفار میں ساتھ رہا۔'' مفتی حمید اللہ جان (جامعہ اشرفیہ لاہور) لکھتے ہیں: ''موصوف ابتدا ہی سے ختم نبوت کے فدائی اور شیدائی تھے مگر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد تو کفن بردوش ہوکر میدانِ عمل میں اترے۔ زندگی کے آخری حصہ میں منکر ختم نبوت یوسف کذاب کے جانشین زید زمان حامد کے مقابلہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔'' حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان تحریر کرتے ہیں: ''مرزائیت اور قادیانیت جو امت محمدیہ کے خلاف انگریزی اور مغربی عالمی زنادقہ اور ملاحدہ کی ریشہ دوانیوں کی ایک باقاعدہ تحریک ہے، انہیں ہر موقع اور ہر میدان میں چاروں شانے چت لٹانا مولانا جلال پوریؒ نے اپنے اکابر و اسلاف سے خوب سیکھا تھا اور اس میں وہ بہت ساروں سے چند قدم آگے ہی تھے۔'' مولانا قاری فیض اللہ چترالی کہتے ہیں: ''حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے جن محاذوں پر کام کیا، ان میں ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کا محاذ سب سے اہم محاذ تھا۔ حضرت مفتی سعید احمد جلال پوریؒ نے اس محاذ کو بھی خوب سنبھالا، اپنے حضرت کی نیابت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے۔ اس جماعت کی ہروقت، ہرطرح اور ہرموقع پر سرپرستی کی۔...... حضرت مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا جو تعلق اور آپ میں دینی غیرت وحمیت کا جو جذبہ تھا، اس کا نتیجہ تھا کہ جو بھی فتنہ سر اٹھاتا یا کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر حملہ کرتا یا دین اسلام میں نئی نئی باتیں پیدا کرتا، اسلام کی متفقہ تعبیرات کو اپنے من گھڑت نئے معنی ومفہوم کا لبادہ پہناتا تو حضرتؒ اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے اور اس کے زہریلے اثرات سے امت کو بچانے کی بھرپور کوشش فرماتے۔ اس وقت آپؒ کا قلم باطل کے خلاف برہنہ شمشیر بن جاتا، مگر اس کے ساتھ کبھی آپؒ نے اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور ہمیشہ دلیل کے ساتھ بات کی اور الحمدللہ! آپؒ کی تحریروں سے بہت سے لوگوں کی اصلاح ہوئی اور بہت سوں نے اپنے باطل اور غلط نظریات سے توبہ کی۔'' مجلس احرار اسلام کے امیر

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، شکارپور

لاڑکانہ (مولانا ظفر اللہ سندھی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گزشتہ ماہ جامع مسجد اشرفیہ شکارپور میں زیر سرپرستی مولانا قاری نجیب سومرو اور زیر صدارت مولانا قاری مجیب الرحمن مدنی، ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مدرسہ اشرفیہ کے طلبا اور اساتذہ کرام نے مولانا قاری نجیب سومرو کی قیادت میں معزز مہمانوں حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر، حاجی غلام قادر کھیرو، حافظ ظفر اللہ سندھی کا استقبال کیا۔ محمد یوسف سومرو اور مولانا قاری عبدالباسط سومرو نے خوش آمدید کہا۔ بعدازاں مولانا محمد یوسف سومرو، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اویس کوئٹہ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان، مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے بیانات ہوئے، جس میں کثیر تعداد میں عوام الناس شریک ہوئے۔ اسی طرح مدرسہ عبداللہ بن مسعود رتوڈیرو میں زیر سرپرستی حضرت مولانا سائیں عبدالعزیز سومرو امیر جمعیت علماء اسلام تحصیل رتوڈیرو، زیر صدارت حضرت مولانا علی محمد زہری، زیر نگرانی حضرت مولانا سائیں الٰہی بخش حقانی مدیر مدرسہ ہذا تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی حضرت اقدس مولانا خواجہ عزیز احمد، حضرت مولانا سائیں فیض محمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا سیّد آغا محمود، راقم الحروف، مولانا عبیداللہ بروہی کے عقیدۂ ختم نبوت، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر تفصیلی بیانات ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی محنت وکوشش کو قبول فرمائے اور نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاریؒ لکھتے ہیں : ’’تحفظ ختم نبوت کے میدان میں ایک رجل عظیم ہم سے جدا ہوگیا، ان کا خلا پُر کرنا بہت مشکل ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلا کو پُر کرنے کی پوری کوشش کی ، قادیانی فتنہ اور موجودہ دور کے نام نہاد مبلغ اسلام زید حامد کا جس طرح تعاقب کر کے اس فتنہ کے پھیلاؤ میں رکاوٹ پیدا کی اور عوام کو اس کی اصل صورت سے آگاہ کیا، یہ انہی کا خاصہ تھا۔‘‘

مولانا قاری عبدالملک (استاذ دارالعلوم کراچی) تحریر فرماتے ہیں:’’انہوں نے ختم نبوت کے ایک پاسباں کی حیثیت سے جہاں دنیا بھر میں قادیانیت کو چنے چبوائے اور ور فتنہ گوہر شاہی کا تعاقب کیا، وہاں زید زمان یا زید حامد جیسے یوسف کذاب کے چیلوں کے دجل وفریب کو بھی بیچ چوراہے ننگا کیا اور امت کو بروقت متنبہ کر کے اس کے شر سے چوکنا کر دیا اور اس کی طرف سے دھمکی آمیز کالوں کی پروا کیے بغیر ختم نبوت کے جاں نثار سپاہی کا کردار ادا کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔‘‘

مولانا محمد ازہر (مدیر ماہنامہ الخیر ملتان) رقم طراز ہیں: ’’مولانا لدھیانویؒ اور مولانا جلال پوریؒ میں ایک قدرِ مشترک یہ بھی تھی کہ دونوں حضرات مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور سرفروش مجاہد تھے۔ فتنہ قادیانیت کے تعاقب و استیصال کے لئے دونوں حضرات ہمیشہ سربکف رہے۔ دونوں کی قادیانیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر گہری نظر تھی، اور دونوں حضرات ملک اور بیرونِ ملک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر طرح کی قربانی کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتے تھے۔‘‘

حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ ساری زندگی اپنے شیخ ومرشد کی حیات کے پیروکار رہے۔ قادیانیت سے برسرپیکار رہے، افکار باطلہ کی آنکھوں میں خار بنے رہے، دنیاوی چوکاچوند سے بیزار رہے اور شہادت کے طلبگار رہے، آخر میں فتنہ زید حامد کو لگام دی اور شہادت کے گھوڑے کے شہسوار بنے، یوں آپ حیات ابدی کے سزاوار ٹھہرے۔ یقیناً زمین وآسمان کا بھی ایسے ہی جاں بازوں پہ اشک بہانے کو جی کرتا ہے اور انہی جیسے شہیدوں کا لہو سحابِ غم بن کر قوموں کی زمین کو سیراب کرتا اور اسے حیاتِ جاودانی بخشتا ہے۔

اس تحریر میں حضرت جلال پوری شہیدؒ کی صرف تحفظ ختم نبوت سے متعلق خدمات کا تذکرہ کرنا مقصود تھا، اور وہ بھی دستیاب معلومات اور میسر ذرائع کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ حضرتؒ کی تمام تر خدماتِ ختم نبوت کے احاطہ کا دعویٰ ہرگز نہیں ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ حضرت کی خدماتِ ختم نبوت کو راقم نے اپنی حد تک ایک لڑی میں پرو دینے کی سعی وکوشش کی ہے، اپنے شیخ ومرشدؒ کی روح کی خدمت میں اس جذبہ کے ساتھ:

’’گر قبول افتد زہے عز وشرف‘‘

مولانا حافظ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ زراعتی فارم والے ساہیوال میں پنجابی زبان کے نامور خطیب تھے۔ بانی جامعہ خیرالمدارس حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی وفات کے بعد تعزیتی جلسہ ہوا، اس میں حضرت مولانا کا خطاب لاجواب سنا، جس میں انہوں نے حضرت ادہمؒ اور حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کا ایک دلچسپ واقعہ سنایا جو آج بھی حافظہ میں محفوظ ہے۔ اللہ پاک نے انہیں تین بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ مولانا عبدالحمیدؒ، مولانا مفتی مقبول احمدؒ، حافظ شفیق احمد، اول الذکر جامعہ مظاہرالعلوم سہارنپور کے فاضل تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ تقسیم سے پہلے مختلف مقامات پر تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقسیم کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ ساہیوال میں آن مقیم ہوئے اور جامعہ رشیدیہ کے قریب محمدیہ ہائی اسکول میں استاذ مقرر ہوئے۔ موصوف فارسی اور عربی ادب میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ ثانی الذکر مولانا مفتی مقبول احمدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے برطانیہ میں مبلغ مقرر ہوئے اور وہیں کے ہوکر رہ گئے۔ جب جامعہ علوم شرعیہ معرض وجود میں آیا۔ حضرت علامہ غلام رسول اس کے مہتمم مقرر ہوئے اور تاحیات مہتمم وصدر مدرس رہے۔ ۱۹۸۷ء میں ان کی وفات کے بعد مولانا حافظ عبدالحمیدؒ مہتمم مقرر ہوئے اور ادارہ کی تعمیر وترقی میں مصروف ہوگئے اور تاحیات اس کے مہتمم و منتظم رہے۔ ۶؍فروری ۲۰۲۱ء کو ان کا انتقال ہوا۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا ڈاکٹر خالد محمود کی امامت میں ان کی نماز جنازہ جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، قراء، حفاظ اور عوام نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ ان کی وفات کے بعد مولانا مفتی مقبول احمدؒ کے فرزند ارجمند، ہمارے خیرالمدارس کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی مولانا طارق مسعود مدظلہ مہتمم مقرر ہوئے۔ اللہ پاک ان اداروں کو دن دگنی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

الاربعین فی خاتم النبیین ﷺ

تیسری قسط

تالیف وترتیب: حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ

آنحضرت ﷺ کی بعثت علاماتِ قیامت میں سے ہے:

حدیث نمبر:۱۰

"عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ." (بخاری، ج:۲ص:۹۶۳، مسلم، ج:۲ص:۴۰۶)

ترجمہ:... "حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت دونوں اس طرح (شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا) بھیجے گئے ہیں (جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں)۔"

فائدہ...... محدثین حضرات اس پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔ قیامت کا آپ ﷺ کے ساتھ ملی ہوئی آنے سے یہی مراد ہے۔ ایک روایت میں ابوزمل کا طویل خواب اور اس کی تعبیر مذکور ہے۔ منجملہ بہت سے واقعات کے یہ بھی دیکھا کہ ایک ناقہ (اونٹنی) ہے جسے آپ ﷺ چلا رہے ہیں تو آپؐ نے اس کی تعبیر میں ارشاد فرمایا:

"اَمَّا النَّاقَۃُ الَّتِیْ رَأَیْتَھَا وَرَأَیْتَنِیْ اَبْعَثُھَا فَھِیَ السَّاعَۃُ عَلَیْنَا تَقُوْمُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِیْ."

ترجمہ:... "وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں، وہ قیامت ہے۔ جو ہم پر قائم ہوگی۔ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔"

نیز علامہ سندھیؒ نے نسائی شریف کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ: "تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے، یعنی جس طرح ان دونوں انگلیوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں، اسی طرح آنحضرت ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔" (نسائی شریف، ج:۱ص:۲۳۴)

حدیث مذکور سے بوضاحت معلوم ہوگیا کہ آپ ﷺ اور قیامت کے ملے ہوئے آنے کا یہی معنی ہے کہ آپؐ کے اور قیامت کے درمیان نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی دوسری امت۔

آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ:

حدیث نمبر:۱۱

"عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ." (ترمذی، ج:۲ص:۱۱۱، باب اسماء النبی ﷺ)

ترجمہ:... "حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں: میں محمدؐ ہوں، میں احمدؐ ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں جس کے بعد قیامت میں اور لوگوں کا حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

فائدہ:- حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ہر نام آپ کی کسی نہ کسی صفت کا جلوہ گاہ ہے۔ صرف ایک نام نہیں، جس سے مقصد کسی ذات کا تعارف ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے اسماء بہت ہیں اور عرب میں اسماء، کنیتوں اور القاب کے تعدد کا کچھ دستور بھی تھا۔ مگر یاد رہے کہ یہ سب نام حقائق واسرار کا ایک مجموعہ ہیں۔ اگر محبت کی نظر سے دیکھیں گے تو آپ ﷺ کے کمالات چھنتے نظر آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اسماء کی حقیقت آپ ﷺ نے اسی حدیث میں بیان فرمادی ہے، مثلاً میں ماحی ہوں، ماحی کا معنی مٹانے والا، چونکہ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دیں گے، اس لئے میرا نام ماحی ہے اور میں حاشر ہوں، حاشر کا معنی جمع کرنے والا، چونکہ میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوجائے گا اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ ہوگا۔ اس لئے میں حاشر ہوں، یہی

حاصل ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے کلام کا جو انہوں نے فتح الباری، ج:۶، ص:۴۰۶ میں کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں عاقب ہوں، عاقب اسے کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔ چونکہ میرے بعد بھی کوئی نبی نہیں۔ اس لئے میرا نام عاقب ہے۔ اسی طرح دوسرے اسماء مبارکہ کو سمجھنا چاہیے کہ ہر اسم مبارک پُر از اسرار وحقیقت ہے۔ خلاصہ یہ کہ حدیث مذکور بھی ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کی خبر دے رہی ہے اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کو واضح طور پر بیان کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائیں:

بارِ خاطر ہو تو قرآن و حدیث کا ارشاد بُرا
دل کو بھا جائے تو مرزا کی خرافات اچھی

آپ ﷺ نبوت سے اس وقت سرفراز تھے جبکہ آدمؑ میں نفخ روح بھی نہ ہوا تھا:

حدیث نمبر:-۱۲

”عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ: قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللهِ مَتٰی! وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۲۰۲)

ترجمہ: ... ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو نبوت کب دی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے درمیان تھے۔ (یعنی ان میں روح نہیں پھونکی گئی تھی)۔“

فائدہ:- اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱:...... آپ ﷺ کا عالم ارواح میں نبوت سے حقیقتاً سرفراز ہونا۔ جس کی صراحت قرآن پاک کی اس آیت میں بھی ہے، جس سے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد ومیثاق لینے کا تذکرہ ہے۔

۲...... جس طرح صفت وجود میں آپ ﷺ کی ذات سب سے مقدم تھی، اسی طرح صفت نبوت میں بھی آپ ﷺ کا سب سے مقدم ہونا۔

۳...... قدرت کی طرف سے کمال کے افاضہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ۱:- کبھی وہ عالم وجود میں آنے کے بعد کمال کا افاضہ کرتی ہے۔ ۲:- اور کبھی وجود سے پہلے عالم ارواح ہی میں اس کمال سے نواز دیتی ہے۔ دونوں صورتوں میں اس کمال کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو یکساں ہوتا ہے۔ البتہ مخلوق کو پہلی صورت کا علم اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب کہ وہ کمال اس کے مشاہدہ میں آجائے اور دوسرے کمال کے علم کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ مخبر صادق (ﷺ) اس کی خبر دے۔ یہاں آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ہمیں اس بات کا علم ہوگیا کہ کمال نبوت آپ ﷺ کو اس وقت حاصل ہو چکا تھا، جبکہ حضرت آدم علیہ السلام انسانی صورت پر استوار بھی نہ ہونے پائے تھے اور اسی وقت انبیاء کرام علیہم السلام سے آپؐ کے لئے ایمان ونصرت کا عہد بھی لے لیا گیا تھا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ کی رسالت عامہ ان کو بھی شامل ہے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلے نبی آپ ﷺ ہوئے، مگر چونکہ جسد عنصری کے لحاظ سے آپ ﷺ کا ظہور انبیاء میں سے سب سے آخر میں ہوا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ آخر الانبیاء بھی کہلائے، لیکن اس معنی سے نہیں کہ آپ ﷺ کو نبوت سب سے آخر میں ملی ہے، بلکہ اس معنی سے کہ آپ ﷺ کا ظہور سب کے آخر میں ہوا ہے۔ ورنہ منصب نبوت کے لحاظ سے آپ ﷺ کی ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد چالیس سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد کے زمانہ میں کوئی فرق نہیں۔ حاصل یہ کہ یہ حدیث بھی آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کو واضح کر رہی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی مسجد انبیاء علیہم السلام کی مساجد میں آخری مسجد ہے:

حدیث نمبر:-۱۳

”عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِیَاءِ۔“

(کنزالعمال، ج:۱۲، ص:۲۷۰)

ترجمہ: ... ”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں انبیاء کرام علیہم السلام میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کرام علیہم السلام کی مسجدوں میں آخری مسجد ہے۔“

فائدہ:- اس حدیث سے آپؐ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں سے دنیا میں مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اب آئندہ چونکہ کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے کوئی نئی مسجد بھی کسی رسول کے نام سے تعمیر نہ ہوگی۔ بلکہ یہ مسجد نبوی ہی انبیاء کرام علیہم السلام کی مسجدوں میں آخری مسجد رہے گی۔ الحمدللہ! آج بھی مسجد نبوی پورے عالم کو واضح طور پر مسئلہ ختم نبوت سمجھا رہی ہے۔ زہے مقدر......!

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

تین روز ڈیرہ اسماعیل خان میں: ڈیرہ اسماعیل خان مجلس کے مبلغ مولانا حمزہ لقمان سلمہ ہیں۔ آپ کی دعوت پر تین روز کے لئے ڈیرہ میں آنا ہوا۔ پروگراموں کا آغاز گشگوری سے کیا۔

گشگوری عثمان آباد: میں چند گھر سادات برادری کے آباد ہیں۔ جن کے آباؤ اجداد بخارا سے ہجرت کر کے کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان میں آباد ہوئے، وہاں سے ہجرت کر کے گشگوری تحصیل پروا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ڈیرہ لگایا۔ ان کے آباؤ اجداد میں ایک نام پیر کرم شاہ بخاریؒ کا ہے، جنہوں نے ایک جگہ پر سوا لاکھ ختم قرآن کیا اور لاکھوں ختم قرآن کے نام سے مشہور ہوئے۔ آج ان کا مزار کلاچی میں مرجع عوام و خواص ہے۔ پیر کرم شاہ بخاریؒ کے خاندان کا ایک فرد پیر خادم حسین شاہ نقل مکانی کر کے گشگوری میں آباد ہوا۔ ان کے بیٹوں میں سیّد حسین بخش شاہ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو حافظ قرآن بنایا، بڑے بیٹے حافظ غلام اکبر شاہ بخاریؒ نے ۱۹۶۴ء میں گشگوری میں مقامی بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ بنایا۔ حافظ غلام اکبرؒ کے چھ بیٹے ہیں جو سارے کے سارے حافظ قرآن ہیں۔ ایک بیٹا مولانا حافظ اللہ بخش مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل پروا کے ناظم اعلیٰ اور متحرک عالم دین ہیں۔ تحصیل پروا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یونٹ ۲۰۱۳ء میں قائم ہوا۔ یہ یونٹ تحصیل سطح پر ہر سال کانفرنس کراتا ہے اور ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں چار پانچ بسوں پر مشتمل قافلہ شریک ہوتا ہے۔

موصوف کا ایک بیٹا مولوی محمد عثمان عبدالحسیب شاہ چناب نگر جامعہ ختم نبوت میں زیر تعلیم ہے۔ مولانا اللہ بخش شاہ مدظلہ نے جامع مسجد گشگوری میں ۲۹ر جنوری کو مغرب سے عشاء تک کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں ضلعی مبلغ مولانا حمزہ لقمان سلمہ اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے جلسہ میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔

دارالعلوم ماڑہا میں: جامعہ کا سنگ بنیاد علاقہ کے معروف عالم دین مولانا محمد عمر مدظلہ مدیر جامعہ محمدیہ پروا نے رکھا۔ مدرسہ کی بنیاد ۱۵ رمحرم الحرام ۱۴۳۶ھ کو رکھی گئی۔ مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہ مہتمم مقرر ہوئے موصوف حضرت مولانا محمد سرورؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کے مسترشدین میں سے ہیں۔ مدرسہ میں ۱۱۱ اساتذہ کرام درجۂ کتب اور ۲ قرآن کریم، قراّ کرام کی سرپرستی و نگرانی میں ایک سو پانچ طلبا مقامی ومسافر تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ تصنیف و تالیف کا شعبہ بھی قائم ہے۔ نیز اہل علاقہ کے دینی و دنیاوی مسائل کے دینی حل کے لئے افتاء کا شعبہ بھی قائم ہے۔ مہتمم جامعہ کی دعوت پر ۳۰ر جنوری ۲۰۲۱ء کو حاضری ہوئی۔

جامعہ محمدیہ پروا کا سنگ بنیاد: ۱۹۹۹ء میں دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقادرؒ نے رکھا۔ مشکوٰۃ شریف تک تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ مولانا محمد عمر مدظلہ کی سرپرستی میں ادارہ ترقی کے منازل طے کر رہا ہے، مسجد کا سنگ بنیاد مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ نے ۱۵ سال پہلے رکھا، آج ۳۰ر جنوری ۲۰۲۱ء ساڑھے نو بجے طلبا اور اساتذہ کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ جامعہ میں دو سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔

جامعہ نعمانیہ صالحیہ کی بنیاد: اٹھارویں صدی کی ابتداء میں قطب الارشاد مولانا محمد صالحؒ نے رکھی باضابطہ بنیاد شیخ العرب والعجم مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے ۱۹۴۲ء میں رکھی۔ تلمیذ مدنیؒ حضرت مولانا علاؤالدین فاضل دیوبند جامعہ کے تاحیات مہتمم رہے۔ اس وقت جامعہ میں ۶۰۰ کے لگ بھگ طلبا زیر تعلیم ہیں جو ۱۳۰ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ دورہ حدیث شریف تک تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ سابق مہتمم مولانا علاؤالدینؒ ایک عرصہ تک مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ ادارہ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ

سمیت سینکڑوں جید علماء کرام تشریف لاتے رہے۔مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ جب شہر تشریف لاتے تو اکثر جامعہ میں قیام فرماتے۔۳۰؍جنوری ۲۰۲۱ء ۱۱ بجے صبح طلباء اور اساتذہ کرام سے ’’عقیدۂ ختم نبوت کے لئے علماء کرام کی ذمہ داری‘‘ کے عنوان پر بیان کیا، اللہ پاک اس عظیم ادارہ کی حفاظت فرمائیں۔حضرت شیخ الحدیثؒ کی اولاد کو آپس میں اتحاد واتفاق کے ساتھ ادارہ کی خدمت اور حفاظت کی توفیق نصیب فرمائیں۔پچھلے دنوں حضرت الشیخ کے ایک فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد عرفان کا انتقال ہوا تو مقامی امیر مولانا قاری محمد طارق، قاری احسان اللہ احسان، مولانا حمزہ لقمان کی معیت میں حاضری اور تعزیت کا اظہار کیا۔راقم نے مفتی صاحبؒ کی مغفرت اور مفتی صاحبؒ کے بھائیوں نے عزیزم مولانا ابوبکر صدیقؒ کی مغفرت کی دعا کی۔مولانا وحیدالدین اور مولانا اشرف علی سے تعزیت کی۔

شورکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس: ڈیرہ اسماعیل خان کے مضافات شورکوٹ میں مجلس کا یونٹ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے نام سے کام کررہا ہے۔اس یونٹ کے زیر اہتمام ۳۰؍جنوری ۲۰۲۱ء عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔صدارت مولانا قاری محمد طارق مدظلہ نے کی۔قاری احسان اللہ احسان مہمان خصوصی تھے۔تلاوت ونعت کے بعد ڈیرہ کے مبلغ مولانا حمزہ لقمان اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سامعین کے نعروں کی گونج میں ختم نبوت کاز کے تحفظ کی یقین دہانی کی۔اس یونٹ کے ذمہ دار مولانا مفتی عصمت اللہ ہیں۔

دارالعلوم صدیقیہ میں: جودو کنال زمین پر مشتمل ہے۔ادارہ کے بانی قاری شاہ نواز صدیقی کی استدعا پر مولانا قاری محمد طارق مدظلہ کی قیادت میں مولانا قاری احسان اللہ احسان، مولانا حمزہ لقمان اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حاضری دی اور مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا کی۔مدرسہ کا افتتاح ۲۰۱۷ء میں ہوا۔حضرت مولانا مفتی پیر شہاب الدین موسیٰ زئی شریف نے افتتاح کیا۔

جامعہ ابی ابن کعب میں بیان: جامعہ کی بنیاد حضرت مولانا علاؤالدینؒ نے ۱۱؍اکتوبر ۲۰۰۸ء کو رکھی۔جامعہ میں درجۂ رابعہ تک بنین میں حفظ و ناظرہ کے ساتھ دراسات دینیہ کے شعبہ جات کام کررہے ہیں، جامعہ میں تجوید و قرأت خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔جامعہ کے مہتمم مولانا قاری احسان اللہ احسان مدظلہ ہیں، جو مجلس کے زعماء میں سے ہیں۔جامعہ میں ۳۱؍جنوری ۲۰۲۱ء اور یکم فروری کو صبح کی نماز کے بعد درس اور دوران قیام کی سعادت نصیب ہوئی۔

تحفظ ختم نبوت جلسہ گنڈی عاشق ڈیرہ اسماعیل خان: ۳۱؍جنوری ۲۰۲۱ء بروز اتوار کو گنڈی عاشق میں سالانہ تحفظ ختم نبوت جلسہ مولانا نعمت اللہ اور ان کے رفقاء کی محنت سے بھرپور جلسہ ہوا، جس میں صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ اسماعیل خان مولانا قاری محمد طارق نے فرمائی۔تلاوت کلام پاک قاری احسان اللہ احسان نے کی اور مقررین میں مولانا محمد حمزہ لقمان، مولانا حبیب اللہ علی پوری، مولانا عطاء الرحمٰن تھے اور خصوصی بیان مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، شہباز ختم نبوت استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ کا تھا۔مجمع کافی تعداد میں تھا، ماشاء اللہ! حضرت کے بیان کو بڑی توجہ اور دلجمعی سے سنا گیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی اور مرزائیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عزم کیا، آخر میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(ابومحمد احسان اللہ احسان)

چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پر دو پروانے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا اور خوشنودی) کے لئے چالیس دن تک جماعت کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ کو پائے تو اس کے لئے دو پروانے لکھ دیئے جاتے ہیں: ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔‘‘

(مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث:۱۴۴)

قاری عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہروڑپکا کی وفات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاری عبدالرحمٰن نے ۱۹۵۲ء میں مولانا قاری امیرالدین پانی پتیؒ کے گھر آنکھ کھولی۔ مولانا قاری امیرالدینؒ، امام القرأ حضرت قاری فتح محمدؒ پانی پتی کے ساتھی تھے۔ دونوں نے قرأت مولانا قاری محی الاسلامؒ مدفون اوکاڑا سے پڑھی۔ حضرت قاری صاحبؒ نے اپنا نسخہ جس پر سبعہ عشرہ قرأت لکھی ہوئی تھیں۔ قاری امیرالدین کو دیا، ان کے فرزندان گرامی میں قاری عبدالرحمٰن بڑے تھے۔ قاری عبدالرحمٰن مرحوم نے جامعہ مخزن العلوم خان پور میں حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا واحد بخشؒ، حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ سے علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی، جبکہ دورہ حدیث شریف جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے کیا۔ امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، مفسر القرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ اور دیگر اساتذہ کرام سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔ طب اپنے سسر مولانا مفتی عبدالحمید سیتاپوریؒ سے پڑھی جو جامعہ مدنیہ لاہور میں استاذ تھے۔ دوسری مرتبہ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے ۱۹۷۴ء میں کیا۔ ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیریؒ، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ، مولانا عتیق الرحمٰنؒ، حضرت مولانا شیخ نذیر احمدؒ، حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت مولانا منظور احمدؒ سے صحاح ستہ اور موطئین، طحاوی شریف اور دیگر کتب پڑھیں۔

راقم اس سال خیرالمدارس میں جلالین والے سال میں زیر تعلیم تھا، قرأت میں سبعہ عشرہ کے مستند قاری تھے، مولانا قاری عبدالرحمٰن ڈیرویؒ سے قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی طرف سے دی گئی سند میں لکھا گیا: ”ھو عندنا صالح ذو استعداد تام بقدر علی التدریس و التعلیم“ فراغت کے بعد والد محترم کے بنائے ہوئے مدرسہ حفظ القرآن کا نظم سنبھالا۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے تعلق تھا۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے عظیم الشان مشن کو ایمان سمجھتے۔ راقم کے ساتھ کہروڑپکا کے علاقہ میں کئی ایک پروگراموں میں شریک ہوئے اور ختم نبوت کے عنوان پر شاندار خطاب بھی فرمایا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت تعلیم اور خیرالمدارس کا دور تھا۔ اس میں تو بھرپور حصہ نہ لے سکے، لیکن ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفی میں حصہ لیا اور گرفتاری بھی ہوئی۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ راقم ان دنوں بہاولپور میں مبلغ تھا، ضلع لودھراں میں کوئی مستقل مبلغ نہ تھا اور نہ اب ہے۔ راقم لودھراں، کہروڑپکا، دنیاپور کو بھی اپنا حلقہ سمجھتا تھا۔ وقتاً فوقتاً کہروڑپکا حاضری ہوتی رہتی اور مرحوم کا تعاون بھی حاصل رہتا۔ وفات سے چند سال پہلے کہروڑپکا کی تقریباً بیس مساجد میں درس کا سلسلہ شروع کیا، جس کا عوام وخواص کو بھرپور فائدہ ہوا اور لوگ انتظار میں رہتے۔

مرحوم کی ایک بیٹی کراچی میں رہتی ہیں، تقریباً ایک ماہ اپنی بیٹی کے ہاں رہے۔ واپسی پر اچانک طبیعت خراب ہوئی۔ سانس لینے میں دقت محسوس کی۔ بہاولپور میں ابتدائی ٹریٹ منٹ ہوئی، آکسیجن لگائی گئی تو فرمانے لگے کہ مجھے گھر لے چلو تو ان کے فرزند ارجمند انہیں کہروڑپکا لے آئے۔ گھر جانے کے بجائے ہسپتال میں لے گئے، آکسیجن لگائی گئی، آکسیجن کے دوران آیۃ الکرسی کا ورد شروع کردیا۔ ڈاکٹروں نے انہیں خاموش رہنے کی تلقین کی تاکہ ای سی جی کی جاسکے۔ بایں ہمہ ”اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم“ کا ورد کرتے ہوئے ۶، ۷؍فروری کی درمیانی رات کو تقریباً تین بجے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اگلے روز ۷؍فروری ۲۰۲۱ء کو خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی اقتدا میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں مدرسہ حفظ القرآن میں والدین کے درمیان سپرد خاک کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا وسیم اسلم سلمہ نے کی۔ پسماندگان میں دو بیٹے، تین بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑے، مرحوم کے چھوٹے بھائی مولانا قاری عبدالرحیم لاہور میں قرطبہ چوک میں جامع مسجد قرطبہ کے خطیب ہیں اور ذی استعداد عالم دین ہیں، اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

قدیم کمالیہ کی عظیم سوغات روایت اور جدت کا حسین امتزاج
رحیمی آن لائن سنٹر
علماء طلباء کیلئے خصوصی رعایت
شہزادوں کا پہناوا اب آپ کی پہنچ میں
رحیمی کھدر
پاکستانی پہچان
پاکستان برانڈ
کمالیہ
گھر بیٹھے کلر پسند کیجئے اور آرڈر دیجئے
دوسرے دن رحیمی کھدر آپ کی دہلیز پر
کھدر کی تمام ورائٹی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے
فری
ہوم ڈیلیوری
نعمان رحیمی
0304-7259644
کھدر
رحیمی
پاکستانی پہچان
پاکستان برانڈ
خریدا ہوا مال قابل واپسی ہوگا
اور واپسی کا خرچ بھی ادارے کے ذمہ ہوگا
گل پوش برانڈ کی مکمل ورائٹی ہول سیل و ریٹیل ریٹ پر دستیاب ہے
نوٹ - ہلکی ورائٹی آن لائن میں دستیاب نہیں ہے